REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.
REGD. NO. L/GDP-3.

شمارہ ۲۶

شرح چندہ
سالانہ ۲۵ روپیہ
ششماہی ۱۳ روپیہ
بیرون ممالک ہوائی ڈاک ۱۶۰ روپیہ
فی پرچہ ۔ ایک روپیہ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN

۲۸ شوال ۱۴۰۶ ہجری ۔ ۲۵ احسان ۱۳۶۶ ہش ۔ ۲۵ جون ۱۹۸۶ء

2628
Dr Major Zaheeruddin Khan sb
A.M.C. Commond Hospital
Sec: 12
U.T. CHANDIGARH- 160012

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۔ ۲۰ احسان (جون)۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں موصولہ تازہ اطلاعات کے مطابق حضور پُر نور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام اپنے جان و دل سے محبوب آقا کی صحت ۔ سلامتی ۔ درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

● محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان بفضلہ تعالیٰ رو بصحت ہیں۔ کامل و عاجل شفایابی کے لئے احباب دعائیں جاری رکھیں۔

● محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ کے اپنے خط سے معلوم ہوا کہ وہ اب بفضلہ تعالیٰ بغیر سہارے کے گھر کے اندر چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے ہیں البتہ پرانی بیماری Bad Posture کے ورم کے سبب ٹانگیں بوجھل معلوم ہوتی ہیں۔ احباب کرام صاحبزادہ صاحب موصوف کی کامل و عاجل صحت یابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ موصوف نے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مزید دعا کی درخواست کی ہے۔ ● خاص طور پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان نے تمام درویشانِ کرام و احباب جماعت احمدیہ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ ۔

آپ خدا کی محبت میں اور اسلام کی تبلیغ میں دیوانے بن جائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دو روح پرور اور ولولہ انگیز ارشادات!

(۱) "جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری درویشوں کی طرح نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ اُن کی جیب میں کوئی دولت نہیں تھی۔ صرف اللہ کی محبت کا نام لے کر وہ دنیا میں نکلے اور آخر کار انہوں نے ساری رومن سلطنت کو عیسائی بنا لیا۔ آپ تو مسیح محمدی کے غلام ہیں۔ آپ کو تو اُن سے زیادہ طاقت بخشی گئی ہے۔ اس لئے اگر آپ یہ فیصلہ کر لیں اور دعا کریں اور اللہ پر توکل کریں تو ہرگز بعید نہیں کہ چند سالوں کے اندر اندر آپ کی زور دیشانہ اور فقیرانہ بلکہ جنونانہ جد و جہد کے نتیجہ میں سارے ملک کی کایا پلٹ جائے۔

میرا پیغام آپ کو یہی ہے کہ آپ خدا کی محبت میں اور اسلام کی تبلیغ میں دیوانے بن جائیں .... ہم کیا اور ہماری کوششیں کیا۔ یہ سب کام دعا سے ہوں گے۔ اس لئے خدا کے حضور جھکیں اور بہت دعائیں کریں۔ دعاؤں کے نتیجے میں سب کام آسان ہو جاتے ہیں۔ ساری طاقتیں ہمارے رب کریم کو حاصل ہیں۔ اس سے پیار کریں۔ اُس سے دعا کریں۔ اور اُس پر توکل رکھیں۔ محبت الٰہی اور عاجزانہ دعاؤں کے نتیجے میں آپ ...... حیرت انگیز معجزے دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت جلد بڑھائے گا۔ اور پھیلائے گا۔ یہاں تک کہ آپ سارے علاقے کو اپنی محبت کے زور سے اور خدا کے فضل اور رحم کی طاقت کے ساتھ خدا اور اُس کے رسول ؐ کے لئے فتح کر لیں گے۔" (خطاب حضور انور ۔ کولمبو سری لنکا ۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء)

(۲) "اے احمدی نوجوانو! اُٹھو اور دنیا میں پھیل جاؤ ۔ اور خدا کی محبت کی وہ بنسیاں بجاؤ جو اس دور کے کرشن نے تمہیں عطا کی ہیں۔ وہ بنسیاں جو خدا کی بنسیاں ہیں اُن کے دن لکھے جا چکے ہیں .... مسیح موعود ؑ کے عشق خدا اور عشق رسول ؐ کے گیت لے کر دنیا میں نکل جائیں۔ اور پھر آپ کی لَے پر فرشتے بھی آپ کے پیچھے یہ گیت گائیں گے۔ اور ساری دنیا کو خدا کی محبت اور محمد مصطفیٰ ؐ کے عشق سے بھر دیں گے۔ آپ ہی جن کی بنسیاں بجیں گی اور وہ آپ کے پیچھے ہجوم در ہجوم اور جوق در جوق محمد مصطفیٰ ؐ اور خدا کی محبت کی جنت میں داخل ہونے کے لئے آجائیں گے۔ مگر آج اس بنسی کی آواز مدھم ہے۔ آپ کو اس آواز کو بلند کرنا پڑے گا۔ آپ کو جگہ جگہ پیار اور محبت کے گیت اتنے بلند سُروں میں گانے پڑیں گے کہ دنیا کی بنسیوں کی آوازیں اس کے نیچے دبی چلی جائیں گی۔ آج دنیا کی تقدیر تم سے وابستہ ہے۔ تم نے حیات بخش نغمے گانے ہیں۔ تم نے دنیا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کی محبت عطا کرکے زندہ کرنا ہے۔ جاؤ! اور پھیل جاؤ دنیا میں۔ جاؤ! فتح و نصرت تمہارے قدم چومے گی۔ کیونکہ خدا کی یہ تقدیر ہے جو ہر حال پوری ہوگی۔ دنیا میں کوئی نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔"

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ ربوہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۳ء)

ضروری اعلان

برائے لجنات اماء اللہ بھارت

شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے آسان اور سادہ زبان میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کی شائع کردہ کتب "ہمارے پیارے نبی ؐ" حصہ اول و دوم ۔ "سوانح حضرت مصلح موعود رضؓ" اور "سیرت حضرت مسیح موعود ؑ" آفسیٹ طباعت کے ساتھ دیدہ زیب شائع کی ہیں۔ تمام لجنات کوشش کریں کہ لجنہ و ناصرات کی ہر ممبر ان کتب کا ضرور مطالعہ کرے۔ لجنات کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ یہ کتب منگوا کر استفادہ کریں۔

مہربانی کرکے لجنات جلد اطلاع دیں کہ کس قدر تعداد میں یہ کتب مطلوب ہیں تا اُن کو بھجوائی جا سکیں۔

قیمت حسب ذیل ہے :۔

ہمارے پیارے نبی ؐ حصہ اول و دوم : دو دو روپے فی نسخہ
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام : ۲-۷۵ ٭ ٭
سوانح حضرت مصلح موعود رضؓ : ۱-۷۵ ٭ ٭

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش :۔ عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان حمید سارڈی ہاؤس ۔ صالح پور ۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر۔ نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۵ احسان ۱۳۶۶ ہش

مُجَدّد کی ضرورت

حیدرآباد دکن کے گاندھی بھون آڈیٹوریم میں بیٹھے پندرہ سو مندوبین نے ۱۷ مارچ ۱۹۸۷ء کو اپنے کانوں سے "مفکرِ اسلام" مولانا ابوالحسن علی ندوی (علی میاں) کی زبان سے یہ خوش آئند اعلان سُنا کہ "یہاں (یعنی ہندوستان میں) ایک مُجدّد کی ضرورت ہے"۔

مولانا موصوف نے امام کعبہ فضیلت الشیخ محمد عبداللہ سبیل کی صدارت میں منعقدہ ایک "عالمی دینی تعلیمی دعوت۔ کانفرنس" کا افتتاح کرتے ہوئے اس ضرورتِ حقہ کا انکشاف فرمایا۔ چنانچہ روزنامہ "سیاست" حیدرآباد نے ۱۸ مارچ کی اشاعت میں اس کانفرنس کی روئداد شائع کرتے ہوئے مولانا علی میاں کی افتتاحی تقریر کا خلاصہ بیان کیا ہے جس کا ایک اقتباس یُوں ہے:-

"ہندوستانی مُسلمانوں کی تعداد ۱۵ کروڑ ہے۔ ..... بہت سی خالص اور اسلامی مملکتوں میں بھی مُسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد نہیں ہے۔ اس مُلک میں مُسلمان تنہا وہ ملت ہیں جو خُدا کا واضح پیغام رکھتی ہے۔ آخری آسمانی محفوظ کتاب کی حامل اور سیرتِ نبویؐ اس کا عظیم سرمایۂ حیات ہے جو بھٹکتی ہوئی انسانیت کو بچا سکتی ہے۔ انہوں نے ہندوستان کے حالات کا مکمل جائزہ لیتے ہوئے **یہاں ایک مُجدّد کی ضرورت پر زور دیا۔**"

شُکر ہے خدا کا، کہ آج "مفکرِ اسلام" کو مُجدّد کی ضرورت محسوس ہوئی۔! لیکن ہم موصوف سے پوچھنا چاہیں گے کہ جب مُسلمانوں کے پاس محفوظ کتاب یعنی قرآن مجید موجود ہے۔ سیرتِ نبویؐ کا عظیم سرمایہ موجود ہے اور تیسری بات جس کا موصوف نے ذکر نہیں فرمایا اور وہ بھی ایک حقیقت ہے کہ علماء کا اجتہاد بھی موجود ہے ــــ ان سب کی موجودگی میں پھر کسی مُجدّد کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر ضرورت ہے تو پھر چودھویں صدی جو بالاتفاق دینی لحاظ سے پُرفتن صدی تھی۔ وہ کیوں مجدّد سے خالی گئی۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ قدسی کے ذریعہ مُجدّدِ دین کی بعثت کی بشارت عطا فرمائی ہوئی ہے کہ "ضرور اللہ تعالیٰ اس اُمتِ محمدیہ کے لئے ہر سَو سال کے سر پر اپنا ایک فرستادہ مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے لئے تجدید و احیاءِ دین کا کام کرے گا"۔ (ملاحظہ ہو سُنن ابی داؤد کتاب الفتن جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ و مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم صفحہ ۳۶)

اور تمام شیعہ سُنی مسلمان اس حدیثِ نبویؐ کی روشنی میں مُجدّدِ دین کی ضرورت اور ان کے وُجودوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگرچہ اُن کی تعیین میں اختلاف ہے۔ لیکن چودھویں صدی سے پہلے تیرہ صدیوں تک ہر صدی میں مجدّدین موجود نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مشہور اہلِ حدیث نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی نے اپنی کتاب حُجَجُ الکرامہ کے صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۹ پر تیرھویں صدی تک کے اہلِ سُنت والجماعت کے مُجدّدین کی فہرست درج کی ہے۔ اور آخر میں چودھویں صدی کے مُجدّد کے متعلق تحریر فرمایا کہ (ترجمہ از فارسی عبارت):-

"چودھویں صدی کے سر پر جس کے اب پورے دس سال باقی ہیں اگر حضرت امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہو گئے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گیا تو وہی چودھویں صدی کے مُجدّد ہوں گے"۔

لیکن ان تمام حقائق کے باوجود "علماء کرام" کے نزدیک چودھویں صدی مُجدّد سے خالی گئی۔ اگر نہیں تو پھر بتائیے کہ چودھویں صدی کا مُجدّد کہاں ہے؟ اگر کہو کہ مجدّد فلاں فلاں ہو سکتا ہے جو دعویٰ کرنا کچھ ضروری نہیں تو ہم عرض کریں گے کہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں دعویٰ کی ضرورت تھی یا نہیں تھی، چودھویں صدی میں تو یقیناً دعویٰ کرنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ ایک آسمانی روح، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رُوحانی فرزندِ جلیل یعنی بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام یہ اعلان فرما رہے تھے کہ:-

"اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام مُسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور مُلہموں کو کرنی خدا تعالےٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا کی طرف سے لجنات بھارت کے نام

عید مُبارک کا دُعائیہ پیغام

محترمہ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے لجنات بھارت کے نام عید مبارک پر مشتمل دُعائیہ پیغام ارسال فرمایا تھا جو ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ (صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

ممبرات لجنہ بھارت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ سب کو عید مبارک ہو۔ اللہ تعالےٰ آپ کے روزے اور دُعاؤں کو قبول فرمائے۔ دُعاؤں کو جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ جلد سے جلد ہمارے لئے رُوحانی خوشیاں اور برکات نازل کرے۔ ہمیں اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دعمل کرنے کی توفیق دے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور اس کے لئے کوشش کرتے رہنا اور اپنی کوششوں کو آخری درجہ تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ رمضان میں دُعاؤں۔ ذکرِ الٰہی اور عبادت کی جو عادت پڑی ہے وہ مستقل طور پر قائم رہے۔

آمین:

خاکسار
آپ کی بہن:- **مریم صدیقہ**
صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ ربوہ۔

سو مَیں اس وقت بے دھڑک کہتا ہُوں کہ خُدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے امام الزمان مَیں ہُوں اور مُجھ میں خُدا تعالےٰ نے وہ تمام علامتیں اور شرطیں جمع کی ہیں اور صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے۔"

(رسالہ ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴)

اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر ایمان رکھتے ہوئے اس امامِ وقت کو مان لو۔ یا پھر چودھویں صدی کا کوئی اور مُجدّد پیش کرو جس نے حضرت مرزا صاحب کے بالمقابل دعویٰ کیا ہو۔ بصورتِ دیگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا انکار کرنے والے ٹھہریں گے۔ اور دوسری طرف چودھویں صدی میں مُجدّد کی ضرورت کا انکار کرنے والوں کی طرف سے پندرھویں صدی کے ساتویں سال میں آکر "مُجدّد کی ضرورت" کا اعلان کرنا ایک بے معنیٰ سی بات ٹھہرے گی۔

فتفکروا وتدبروا۔ وما علینا الا البلاغ

(محمد انعام غوری قائم مقام ایڈیٹر)

اعلانِ نکاح

مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو بعد نمازِ مغرب مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے محترم منصور احمد صاحب بنگالی ابن مکرم ..... صاحب ایڈیشنل ناظر تحریکِ جدید انجمن احمدیہ قادیان ابن مکرم محمود احمد صاحب بنگالی درویش کے نکاح کا اعلان فرمایا جو مکرمہ بشریٰ پروین صاحبہ ایم۔ اے بنت مکرم محمد حمید صاحب صوبیدار مرحوم آف کانپور کے ساتھ مبلغ گیارہ ہزار روپے حق مہر پر قرار پایا ہے۔

احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر جہت سے فریقین کے لئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دُخت کرام کا جو تحفہ عطا ہوا وہ دراصل پہلی بچی کی وفات پر صبر کرنے کا ایک خاص انعام تھا

یہ خیال کرنا کہ برکتوں والا وجود ساری برکتیں ساتھ لیکے چلا جاتا ہے بالکل غلط خیال ہے امر واقعہ یہ ہے کہ جب بابرکت وجود اپنی برکتیں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں

خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کا ہمیشہ صاحب برکت وجودوں سے ایسا گہرا وفا کا تعلق پیدا فرمائے کہ وہ انکی برکتوں سے چمٹ جائیں اور یہی صبر کا مضمون ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۸ ہجرت ۱۳۶۶ ہش مطابق ۸ مئی ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

مرتبہ: مکرم عبد الحمید غازی صاحب۔ لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲۱ کی تلاوت فرمائی:

"اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝"

پھر فرمایا:-

گزشتہ جمعہ میں میں نے تقویٰ کے ایک بہت ہی اہم پہلو، یعنی صبر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس مضمون سے متعلق آج بھی کچھ مزید باتیں کہوں گا لیکن اس سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں اور جماعت کو اس سے پہلے یہ علم ہو بھی چکا ہے کہ اسی ہفتے میں اللہ تعالیٰ نے ہم سب کے صبر کا اس رنگ میں بھی امتحان لیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے چھوٹی بیٹی، جو جماعت کے لئے بہت ہی بابرکت وجود تھیں، ہم سب سے جدا ہو گئیں۔ آپ سے بڑے بھائی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے وصال پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ آپ کی ذات پر بھی اسی رنگ میں پورا ہوتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ؎

جگر کا ٹکڑا مبارک احمد، جو پاک شکل اور پاک خو تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی بہت پاک خو اور پاک شکل تھیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے آپ کو اپنا ایک رنگ عطا ہوا تھا جس میں بہت ہی جاذبیت تھی۔ بہت ہی پیار کرنے والی طبیعت تھی اور عمر کے ہر طبقے کے لوگوں سے آپ کے تعلقات کا دائرہ، آپ کی محبت اور شفقت کے نتیجے میں بہت ہی وسیع تھا۔ بچپن میں ہم آپ کو

چھوٹی پھوپھی جان

کہا کرتے تھے۔ بعد میں یعنی ابھی تک چھوٹی پھوپھی جان کہتے رہے۔ بچپن میں چھوٹی پھوپھی جان سے ہمیں یعنی بچوں کو خصوصیت سے بہت لگاؤ تھا۔ حضرت بڑی پھوپھی جان (حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ) اور بچوں کے درمیان ایک رعب کا پردہ حائل رہتا تھا۔ حضرت بڑی پھوپھی جان کو اللہ تعالیٰ نے ایک غیر معمولی رعب عطا فرمایا تھا اور بعض طبیعتوں میں بچوں کے ساتھ گھل مل جانے کا جو غیر معمولی مادہ پایا جاتا ہے وہ حضرت چھوٹی پھوپھی جان میں خصوصیت کے ساتھ زیادہ تھا۔ اس لئے بچے طبعاً آپ کے ساتھ بہت جلد مانوس ہو جایا کرتے تھے۔ پھر آپ کو ان کو بلانے، ان کے ساتھ کھیلنے، ان سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرنے اور ان کو چھیڑنے کی عادت تھی۔ اس میں ان کی بچیاں بھی ان کے ساتھ شامل ہو جایا کرتی تھیں۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؓ کے بچوں کا حضرت پھوپھی جان کے ساتھ بچپن ہی سے غیر معمولی تعلق رہا۔ ہمارے باقی چچاؤں کی اولاد کا بھی اس پہلو سے، ان سے بہت تعلق تھا۔ آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی مرتبہ ذکر فرمایا ہے۔ ازالہ اوہام میں جہاں حضرت مسیحؑ کی بحث چل رہی ہے کہ آپ کو بچپن میں مہد اور کہل میں خدا تعالیٰ نے بولنے کی طاقت بخشی۔ اس گفتگو میں آپ فرماتے ہیں کہ مہد کا جو زمانہ ہے یہ ضروری نہیں کہ پہلے چند، چار چھ مہینے کا ہو۔ دودھ کا زمانہ تین چار سال تک کا ہوتا ہے۔ اور اس عمر میں بعض بچے بہت باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ میری بیٹی امۃ الحفیظ جو کم و بیش اسی عمر کی ہے، بہت باتیں کرنے والی ہے۔ بڑی ذہین بچی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور بھی کئی مرتبہ آپ کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ "حقیقۃ الوحی" میں آپ فرماتے ہیں:-

"چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے "دُخت کرام"۔ چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شاید ان دونوں میں سے ایک میں شائع کیا گیا اور پھر اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا۔ اور وہ اب تک زندہ ہے۔"

"دُخت کرام" کا مطلب ہے

کریم النفس لوگوں کی اولاد۔ ایسے بزرگوں کی اولاد جو اخلاق کریمانہ پر فائز ہوں تو مراد یہ ہے کہ اس خون میں شرافت اور نجابت ہے۔ تو ان معنوں میں، کریمانہ اخلاق والے لوگوں کی، بزرگوں کی اولاد سے مراد یہ ہے کہ ایسی بچی جس کے خون میں ہی کریمانہ اخلاق شامل ہوں۔ اور جو لوگ بھی حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کو جانتے تھے اور جانتے ہیں، وہ یہ خوب گواہی دیں گے کہ آپ کے خون اور مزاج میں کریمانہ اخلاق شامل تھے۔ اس سے پہلے جس بچی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے اس کا نام امۃ النصیر تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "امۃ الحفیظ" کا یعنی "دُخت کرام" کا جو تحفہ عطا ہوا وہ دراصل اس پہلی بچی کی وفات پر صبر کرنے کے نتیجہ میں ایک خاص پھل، ایک خاص انعام تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بچی کا بھی نشان کے طور پر ذکر فرمایا ہے چونکہ ان دونوں کی ولادت کا ایک روحانی تعلق ہے۔ اس لئے میں اس بچی کے متعلق بھی اور اس خاص نشان کے متعلق بھی احباب جماعت کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔

اس بچی کی پیدائش ۲۸ جون ۱۹۰۳ء کو ۲ بجے صبح ہوئی اور اس کا نام امۃ النصیر رکھا گیا۔ اس کی پیدائش سے بہت تھوڑا عرصہ پہلے، یعنی تقریباً چار گھنٹے پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا "غاسق اللہ" اور اس الہام کے نتیجہ میں اور ایک کشف کے نتیجے میں، آپ کے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ اور آپ اسی وقت اٹھ کر جبکہ رات کے کوئی بارہ بجے تھے، مولوی محمد حسین صاحب امروہی کی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے۔ آپ نے دروازے پر دستک دی۔ مولوی محمد حسین صاحب نے پوچھا کون ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواباً فرمایا "غلام احمد"۔ مولوی محمد حسین صاحب نے دروازہ کھولا۔ تو حضور اقدس نے فرمایا مجھے ایک کشفی صورت میں خواب میں دکھلایا گیا ہے کہ میرے

گھر سے" یعنی حضرت اُمّ المومنینؓ کہتی ہیں۔ اگر میں فوت ہو جاؤں تو میری تجہیز و تکفین آپ خود اپنے ہاتھ سے کرنا۔ اس کے بعد مجھے ایک ... بڑا منذر الہام ہوا "غاسق اللہ" مجھے اس کے معنے یہ معلوم ہوتے ہیں کہ جو بچہ میرے ہاں پیدا ہونے والا ہے وہ زندہ نہ رہے گا۔ اس لئے آپ دُعا میں مشغول ہوں اور باقی احباب کو بھی اس کی تحریک کریں۔

چنانچہ ان دُعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اماں جانؓ کی زندگی بچالی اور اس کے بعد خدا تعالیٰ نے آپ کو لمبا عرصہ زندگی عطا فرمائی اور اس کی برکتوں کو ساری جماعت نے تابعین نے اور تبع تابعین نے مشاہدہ کیا۔

جہاں تک اس بچی کے متعلق یہ خبر تھی کہ وہ فوت ہو جائے گی، یہ بچی اسی سال ۳ دسمبر ۱۹۰۲ء کو انتقال کر گئی تو حیرت انگیز طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس کشفی خبر اور الہام کو پورا فرمایا۔ دُعا کے نتیجے میں ایک خطرے کو ٹال دیا اور دوسرے حصے کو پورا فرما دیا۔

اس صبر کے نتیجے میں

جو جزا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جانؓ کو عطا فرمائی وہ حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ تھیں۔ چنانچہ آپ کے متعلق "دُختِ کرام" کا الہام تسلی اور محبت کے اظہار کے علاوہ یہ بتاتا ہے کہ آپ کے کریمانہ اخلاق کو لوگ مشاہدہ کریں گے اور اس کے گواہ ٹھہریں گے۔ کیونکہ "دُختِ کرام" کا یہ مطلب تو نہیں کہ "کریمانہ اخلاق والوں کی بچی" جو خود کبھی چھوٹی عمر میں فوت ہو جائے اور لوگوں کو کیا پتہ چلے کہ وہ کریمانہ اخلاق والوں کی بچی تھی بھی یا نہیں۔ اس میں لمبی عمر کی پیشگوئی شامل تھی۔ مطلب یہ تھا کہ ایسی بچی جو اپنے اخلاق سے ثابت کرے گی کہ وہ کریمانہ اخلاق والوں کی بیٹی ہے۔ اور یہ ایک عام محاورہ ہے، کسی اچھے بزرگ کی اولاد سے اچھے اخلاق کی توقع کی جاتی ہے۔ اور جب اس سے اچھے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں تو سب کہنے والے، داد تحسین دیتے ہوئے، اس شخص کے بزرگوں اور آباء و اجداد کو بھی یاد رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہاں، تم نے حق ادا کر دیا۔ آخر کن لوگوں کی اولاد تھے! اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ "دُختِ کرام" میں حضرت پھوپھی جانؓ کی لمبی عمر کی پیشگوئی تھی۔ چونکہ پہلی بیٹی چھوٹی عمر میں فوت ہو گئی تھی اس کے جواب میں "دُختِ کرام" کے اندر ہی یہ بتا دیا گیا کہ یہ اخلاق کریمانہ رکھنے والی بیٹی ہوگی اور لوگ اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ہاں، صاحبِ اخلاق لوگوں کی بچی ہے۔

اس پہلو سے یہ امر واقعہ ہے کہ یہ الہام بڑی شان کے ساتھ حضرت پھوپھی جانؓ کے حق میں پورا ہوا اور عورتوں نے بھی اور بچوں نے بھی اور بزرگان نے بھی، جن کو کسی رنگ میں بھی، حضرت پھوپھی جانؓ کے ساتھ کسی نوع کا معاملہ ہوا، وہ سب گواہی دیتے ہیں کہ آپؓ خدا کے فضل سے

بہت ہی کریمانہ اخلاق کی مالک تھیں

آپ کے متعلق ۳۰ مئی کو الہام ہوا اور آپؓ کی پیدائش ۲۵ جون ۱۹۰۴ء کو ہوئی اور آپؓ کا وصال ۶ مئی ۱۹۸۷ء کو۔ تقریباً پونے ۳ بجے ہوا۔ پونے تین بجے اچانک آپ کی صحت بگڑی اور جب ڈاکٹر پہنچے ہیں، اس وقت تک معاملہ ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ چنانچہ بہت جلد اس کے بعد مجھے فون پر اطلاع ملی کہ بہت تھوڑے عرصے میں بھی آپ نے کوئی لمبی تکلیف نزع کی نہیں دیکھی۔ آپ کا وصال ہو چکا تھا۔

میرے لئے بطور خاص بہت ہی صبر آزما خبر تھی۔ اس لئے کہ حضرت پھوپھی جانؓ کی یہ خواہش تھی اور میں جانتا ہوں کہ میری خواہش کے جواب میں تھی۔ یعنی میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ان سے جو محبت تھی، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا فرمائی کہ وہ مجھے دوبارہ دیکھیں اور گلے لگائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خطوں میں جو مجھے لکھوائے اس خواہش کا ذکر بھی کیا کہ میں دوبارہ تمہیں دیکھوں اور خود گلے لگا سکوں۔ یہ عجیب بات ہے کہ بعض اوقات خدا تعالیٰ ان خواہشوں کو ایک خاص رنگ میں پورا فرما دیتا ہے۔ دُنیا والوں کو اس بات کا پوری طرح احساس نہیں ہو سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے رنگ نرالے ہیں اور روحانی طور پر بعض دفعہ خواہشات کو اس طرح حیرت انگیز طریقے پر پورا فرماتا ہے کہ جن کو یہ تجربہ ہو وہی جانتے ہیں کہ یہ کس دُنیا کی باتیں ہیں۔

چند روز پہلے میں نے عجیب خواب دیکھا

کہ بُو زینب، یعنی چچی جان، حضرت چھوٹے چچا جان کی بیگم مرحومہ، جو حضرت صاحبزادہ منصور احمد صاحب کی والدہ تھیں، وہ تشریف لائی ہیں۔ ان کو پہلے تو میں نے خواب میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے، شاید ایک مرتبہ دیکھا ہو مگر بالعموم میں ان کو خواب میں نہیں دیکھا کرتا۔ وہ آئیں ہیں، ان کا قد بھی بڑا ہے اور عام زندگی کی حالت میں جو جسم تھا، اس کے مقابل پر ان کے جسم میں بھی شوکت نظر آتی ہے۔ آپ آکے مجھے لگے لگ کر پیچھے ہٹ جاتی ہیں اور بغیر الفاظ کے، مجھ تک، ان کا یہ مضمون مجھ تک پہنچتا ہے کہ میں خود نہیں ملنے آئی بلکہ ملانے آئی ہوں۔ اور اس کے معاً بعد ایک خیمے سے حضرت پھوپھی جان نکلتی ہیں۔ گویا وہ ان کو ملانے کی خاطر تشریف لائی تھیں۔ اور خواب میں ایسا منظر ہے کہ اور کچھ بات نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی دائیں یا بائیں اور کوئی نظارہ ہے۔ خیمے سے صرف آپ کے نکلنے کا منظر ہے۔ آپ بہت خوش لباس ہیں اور آپ کی صحت بہت اچھی ہے۔ آپ مجھے اس قدر پیار اور محبت سے گلے لگتی ہیں اور اتنی دیر تک مجھے گلے لگائے رکھتی ہیں کہ اس خواب میں حقیقت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ جب میری آنکھ کھلی تو

لذّت سے میرا سینہ بھرا ہوا تھا

اور بالکل یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی ابھی مل کے گئی ہوں۔ لیکن اس میں ایک غم کے پہلو کی طرف توجہ گئی کیونکہ زینب نام میں ایک غم کا پہلو پایا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت یہ خیال نہیں آیا کہ یہ الوداعی معانقہ ہے۔ میرا ذہن اس طرف گیا کہ شاید جماعت پر کوئی اور ابتلاء آنے والا ہے۔ ایک غم کی خبر ہوگی جس سے فکر پیدا ہوگی۔ لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ چنانچہ ایک ملک کے امیر صاحب کو میں نے اسی تعبیر کے ساتھ اپنے خط میں یہ خواب لکھی کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ملک میں یہ واقعہ ہونے والا ہے لیکن اطمینان رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ حفاظت فرمائے گا۔

لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ واقعۃً یہ اُسی خواہش کا جواب تھا جو میرے دل میں بھی بہت شدید تھی اور حضرت پھوپھی جانؓ کے دل میں بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے وصال سے پہلے انہیں ملا دے اور معانقہ ہو جائے۔ اور

یہ معانقہ اتنا حقیقی تھا

"دُعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے"
(برکات الدعا)

پیشکش: گلوب ربر مینوفیکچررس ۱۷/ب رابندر اسرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون 27-0441
گرام GLOBEXPORT

کہ جیسے جاگتے ہوئے کسی انسان کو مل رہا ہو اور اتنا گہرا اثر اور اتنی لذت تھی کہ خواب کے بعد یہ احساس نہیں ہوا کہ خواب تھی جو چلی گئی بلکہ یوں معلوم ہوا کہ جیسے حقیقی چیز کوئی واقعہ کے بعد پیچھے دل میں رہ جاتی ہے میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں ہماری ملاقات کا انتظام فرما دیا اور یہ الوداعی معانقہ تھا جو مجھے دکھایا گیا۔

حضرت پھوپھی جان کی شادی بہت بچپن میں، یعنی گیارہ سال کی عمر میں حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب سے جو مالیر کوٹلہ کے نواب خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی، نواب محمد علی خان صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ابتدائی دور خلافت میں ہوئی۔ آپ کا نکاح گیارہ سال کی عمر میں پڑھا دیا گیا تھا۔ لیکن رخصتانہ تیرہ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کے تین بیٹے تھے جو بقید حیات ہیں اور چھ بیٹیاں تھیں جو خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کے لحاظ سے فضل فرمایا اور بہت ہی اچھی کامیاب، نیکیوں اور خوشیوں سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائی۔ آپ کی عمر وصال کے وقت قریباً ۸۳ سال بنتی ہے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بعض وجودوں کے ساتھ بعض برکتیں ہوتی ہیں جو ان وجودوں کے ساتھ چلی جاتی ہیں اور اس خیال سے طبیعتوں میں فکر پیدا ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض وجودوں کے ساتھ بعض برکتیں ایسی ہوتی ہیں جو ان کے جانے کے بعد اس طرح دکھائی نہیں دیتیں اور ان کا خلاء محسوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ کہہ دینا کہ گویا ہر وجود ساری برکتیں لے کے چلا جاتا ہے۔ بالکل غلط خیال ہے۔

سب سے برکتوں والا وجود

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ جو برکتیں لیکر آئے، آپ کے وصال کے بعد یوں محسوس ہوا جیسے ساتھ ہی ان برکتوں کا ایک بہت سا حصہ جدا ہو گیا ہے۔ اور ایک شدید بحران کی سی کیفیت پیدا ہوئی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ایک "صدیق" کو کھڑا کر کے بہت حد تک، اس بحران سے جماعت کو نکال لیا۔ لیکن تمام مؤرخین جانتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، جو مسلمانوں کی حالت تھی جو اسلام کی حالت تھی، وصال کے بعد اس میں ایک نمایاں فرق نظر آتا ہے اور زندگی اور زندگی کے بعد کے حالات کو یکساں قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس سے اور قسم کی دوسری مثالوں سے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ صاحب برکت وجود جب جاتے ہیں تو گویا اپنی برکتیں ساتھ لے جاتے ہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ

صاحبِ برکت وجود اپنی برکتیں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں

لیکن ان برکتوں سے استفادہ کرنے والوں کی کیفیت میں کمی آجاتی ہے۔ اور وہ برکتیں اپنی ذات میں زندہ رہتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کو کون کہہ سکتا ہے کہ ختم ہوئیں۔ اس دور تک وہ جاری ہیں اور قیامت تک جاری رہیں گی۔ بیچ کے دور میں اگر ان سے استفادہ ختم ہو گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی روحانی اولاد کے طور پر کھڑا فرمایا اور ساری برکتیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اقدس میں دوبارہ جاری دکھائی گئیں۔ ایک برکت بھی ایسی نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کے علاوہ ہو۔ چنانچہ آپؑ کو الہاماً بتایا گیا۔ كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ یہ ساری برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف رنگ میں اس کا اقرار فرمایا۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم　∴　یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

تو اگر برکتیں، جانے والا وجود اپنے ساتھ ہی لے جائے تو ایسا وجود تو برکتوں کے معاملے میں بہت ہی کنجوس ہوگا۔ وہ حقیقی طور پر برکتیں دینے، ساتھ لے جانے والا وجود نافع الناس نہیں کہلا سکتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں تا قیامت جاری ہیں اور آپؐ کے اچانک وصال کے بعد جو خلاء محسوس ہوتا تھا اس کی اور کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ محبت کے نتیجے میں محبوب کی جدائی سے ایک خلاء محسوس ہوا کرتا ہے اور اس کا برکت سے کوئی تعلق نہیں۔ محبوب چلا جائے تو رونق اٹھ جایا کرتی ہے اور وہی مناظر جو پہلے خوشنما دکھائی دیتے تھے، وہ بد دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس لئے ایک تو بڑی وجہ حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بحران، ایک محبوب کی جدائی کا بحران تھا۔ دوسرے، برکت کے علاوہ کچھ اور مضامین بھی ہیں جو مذہبی امور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر برکت کے دائرے میں ان کو شمار کر لیں تو یہ کہنا پڑے گا کہ بعض برکتیں ضرور ساتھ چلی جاتی ہیں۔ وہ مضامین ہیں صاحب برکت کے ذاتی اثر کے نتیجے میں۔ اسکی برکتوں سے استفادہ کرنے کی طاقت۔ اس مضمون کا مطالعہ کرنے سے یہ سارا مسئلہ حل ہو جاتا ہے بعض لوگ برکتیں لے کر آتے ہیں اور ان میں خدا تعالیٰ یہ طاقت بھی بخشتا ہے کہ ان برکتوں کو جاری کریں۔ اور اس معاملے میں ان برکتوں سے استفادہ کرنے والوں کی طاقت بڑھا دیں۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وہی صحابہؓ جو بعد میں بعض پہلوؤں سے کمزور دکھائی دینے لگے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور برکت سے غیر معمولی استفادہ کیا کرتے تھے۔ وہ استفادہ کرنے کی طاقت اگر کسی میں موجود ہو۔

خواہ وہ سینکڑوں سال کے بعد بھی پیدا ہو

وہ لوگ جو زندہ برکتیں رکھتے ہیں وہ پھر بھی ان برکتوں کا فیض ان تک پہنچا سکتے ہیں اور فیض حاصل کرنے والے فیض حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ ہے اصل حقیقت جس کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں بعض دفعہ مستشرقین نے اسلام پر بڑے اعتراضات کئے۔ اور کہا کہ یہ کیا اسلام تھا! چند دن کی رونقیں دکھا کر رخصت ہو گیا۔ نہ وہ وحدت رہی، نہ وہ باہمی تعلق رہا۔ آپس میں پھٹ گئے۔ فتنہ و فساد شروع ہو گیا۔ تضاد شروع ہو گیا۔ غیر معمولی طور پر نقائص، جو دشمن کو دکھائی دینے لگے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں پائیداری نہیں تھی۔ اور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ برکتیں تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اٹھ گئیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں نہ صرف یہ کہ جاری تھیں، جاری رہیں بلکہ قیامت تک جاری رہیں گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہی مفہوم ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس پہلو پر بہت روشنی ڈالی اور مختلف رنگ میں توجہ دلائی کہ ہمارا ایک زندہ خدا ہے اور ایک زندہ رسول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برکتوں کے معاملے میں جیسے زندہ رسول تھے،

آج بھی ویسے ہی زندہ رسول ہیں

ہاں اگر زندگی کے خواہاں لوگ اس زندگی بخش وجود سے تعلق جوڑیں تو اب بھی ویسی ہی زندگی پا سکتے ہیں۔ اور قیامت تک یہ زندگی اسی طرح جاری رہے گی۔ اس لئے کسی بابرکت وجود کے چلے جانے سے جو مایوسی طبیعت میں پیدا ہوتی ہے کہ گویا برکتیں اٹھ گئیں۔ اس کا ایک بہت حد تک، برکتیں لینے والوں کا تعلق ہے۔

بعض لوگ۔ بعض لوگوں کی صحبت میں اس کے رنگ اختیار کرتے ہیں اس کو خوش کرنے کے لئے، اس کی خوبیوں سے استفادہ کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نہ کریں گے تو اس پر برا اثر پڑے گا۔ بعض برائیوں سے بچے رہتے ہیں اس خیال سے کہ اس محبوب کے علم میں نہ آجائے اگر اس کے علم میں آگیا تو ہمارا برا اثر پڑے گا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن میں بعض لوگوں کے جانے کے نتیجے میں، نقصان ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں، جو اچانک اپنے آپ کو بعض برکتوں سے خالی محسوس کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا تعلق کسی برکت سے براہ راست مستقل قائم ہو جایا کرتا ہے۔ اور اگر آپ برکت کے مفہوم پہ غور کریں تو دراصل برکت، نیکی اور اخلاق کریمانہ کا نام ہی ہے اور قرب الٰہی کا نام ہے۔ پس وہ جو صاحب برکت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرب الٰہی رکھتا ہے اور قرب الٰہی عطا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ برکتوں سے ایک ایسے،

اندر لوگوں کو بدیوں سے پاک کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ حقیقی برکت اسی کا نام ہے۔ اسی پہلو سے، یہ درست ہے کہ بعض لوگ جب تک زندہ ہوں بعض عام لوگ اُن کی صحبت سے مستقل فائدہ اُٹھانے کی بجائے عارضی فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اُن کی برکتوں سے اُس وقت تک چمٹے ہیں جب تک وہ وجود زندہ ہوں۔ اور اُن کے جانے کے بعد خود برکتوں کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں۔

یہ جو کیفیت ہے، اس کے نتیجے میں آپ کو ایک نمایاں فرق نظر آتا ہے، اُس بزرگ کی زندگی اور اس بزرگ کے آنکھیں بند کرنے کے بعد یہی سبب سے

پہلا اور سب سے اہم فریضہ اولاد کا ہے

کہ اپنے بزرگوں کی برکتوں کو جاری رکھیں۔ وہ لوگ جو اپنے بزرگوں کی برکتوں کا نوحہ کرنے لگ جاتے ہیں وہ اپنے ہاتھ سے برکتوں کو ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کسی بزرگ کے وصال کے بعد خدا تعالیٰ کبھی اُس کی برکتوں کو ختم نہیں فرماتا۔ لوگوں پر منحصر ہے کہ وہ اُس کی برکتوں کو اُس سے قطع تعلق کرلیں یا اس تعلق کو جاری رکھیں اور برکتوں کو اپنے اندر ہمیشہ کے لئے زندہ رکھیں۔ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہوئے قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی برکتوں نے اُٹھ جانا تھا محض آپ کے وصال کے نتیجے میں، تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ اعلان کبھی نہ فرماتا کہ، خدا تعالیٰ کسی قوم کو جو نعمتیں عطا فرما دیتا ہے، فرماتا ہے، ہرگز کسی صورت میں، خدا تعالیٰ اُن نعمتوں کو تبدیل نہیں فرمایا کرتا جب تک قوم خود نہ بدل دے۔ اس لئے اس مضمون کو خوب سمجھنا چاہیئے کہ صاحب برکت وجود کی برکتوں کو زندہ رکھنا، اُن لوگوں کا کام ہے جو اُن برکتوں کو ایک دفعہ اُس کی زندگی میں حاصل کر چکے ہیں۔ اُن کے اختیار میں خدا تعالیٰ نے دیدیا ہے۔ چاہیں تو اُن برکتوں کو زندہ رکھیں۔ چاہیں تو ان برکتوں کو ختم کردیں اور پیچھے ماضی میں چھوڑ جائیں۔

اس لئے جب بھی کوئی بابرکت وجود گزرتا ہے۔ جماعت احمدیہ کو یہ عہد کرنا چاہیئے کہ ہم اُن برکتوں سے بفضلہ تعالیٰ، مضبوطی کے ساتھ چمٹے رہیں گے۔ اور کسی برکت کو بھی، اس وجود کے جانے کے نتیجے میں اپنے ہاتھ سے ضائع نہیں کریں گے۔

یہ وہ عزم ہے جو اگر جماعت کرتی ہے

تو کوئی بھی آتا ہے اور چلا جاتا ہے، اس کے نتیجے میں جماعت کو کوئی دائمی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہر آنے والا اپنی خاص برکتیں چھوڑ کر جایا کریگا اور ہمیشہ کے لئے وہ برکتیں جماعت کی امانت بنتی چلی جائیں گی۔ اور جماعت ہمیشہ پہلے حال کی نسبت نسبتاً بہتر حال میں منتقل ہوتی چلی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چھوڑی ہوئی برکتیں ختم تو نہیں ہو گئی تھیں۔ وہ برکتیں جاری رہیں بلکہ نشوونما پاتی رہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کی اپنی شخصیت کو جو خصوصی برکتیں حاصل تھیں، ربیع میں وہ بھی جمع ہوئیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض کے دور میں بھی یہی ہوا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رح نے اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ پر ایک عرب شاعر کا شعر صادق آتا ہے کہ

اِذَا سَیِّدٌ مِنَّا خَلَا قَامَ سَیِّدٌ ٭ قَؤُوْلٌ لِمَا قَالَ الْکِرَامُ فَعُوْلُ

کہ جب کوئی بزرگ سردار ہم میں سے گزرتا ہے تو اپنی بزرگیاں ساتھ نہیں لے جایا کرتا۔ قوم کو اپنی سیادتوں سے محروم نہیں کر جاتا۔ قَامَ سَیِّدٌ۔ ایک اور سردار اُس کی جگہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ جیسے کہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ذکر ہے 'صاحب کرامت لوگوں' کی باتوں کو وہ اُسی طرح کہتا ہے جس طرح پہلے کرام لوگ کہا کرتے تھے۔ تو یہ ہے برکت کی حقیقت اور یہ مضمون جماعت کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اگر وہ برکتوں سے چمٹنے کی عادت ڈالے اور ایک، صاحب برکت وجود کے بعد، اُس وجود کی جدائی کا غم تو کرے لیکن برکتوں پہ نوحہ نہ کرے۔ تو یہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے زندگی کی ہر علامت میں ترقی کرتی چلی جائے گی۔ اور ہر لحاظ سے اس کی برکتیں نشوونما پاتی رہیں گی اور بڑھتی رہیں گی۔ ہر آنیوالا وجود حضور نئی برکتیں لے کر آئے گا اور ہر جانیوالا وجود نئی برکتیں پیچھے چھوڑ جایا کرے گا۔ اور

جماعت کو برکتوں کے لحاظ سے کبھی نوحہ کرنیکی ضرورت پیش نہیں آئیگی

پس حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی جدائی اگرچہ بہت ہی شاق ہے اور جذباتی لحاظ سے ایک بڑی آزمائش ہے، لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ ایک صاحب برکت وجود تھا جو چلا گیا۔ اب ہم برکتیں کہاں سے ڈھونڈیں گے۔ یہ کہنے والا جھوٹا ہے۔ وہ برکتیں خدا تعالیٰ جماعت کو ورثے کے طور پر عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔ ہاں! اگر ورثہ پانیوالے اُس ورثے کو ضائع کردیں، اُن برکتوں سے منہ موڑ لیں، اُن نیکیوں کو الوداع کہدیں تو پھر لازماً مرنے والا اپنی نیکیوں کے ساتھ، باقی پیچھے رہنے والوں کو الوداع کہدیا کرتا ہے اور وہ خود ہی جدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کی برکتیں بھی جدا ہو جایا کرتی ہیں۔

تو خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کا ہمیشہ صاحب برکت وجودوں سے ایسا گہرا وفا کا تعلق پیدا فرمائے کہ اُن سے ہی نہیں، اُن کی برکتوں سے بھی چمٹ جائیں اور یہی وہ صبر کا مضمون ہے جس کو میں پچھلے ہفتے کھول کر بیان کرنے کی کوشش کرتا رہا اور انشاء اللہ آئندہ ہفتے بھی اسی مضمون پہ میں روشنی ڈالوں گا۔

کچھ آیات میں نے منتخب کی تھیں جن پر آج بیان کرنا مقصود تھا لیکن چونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے اس لئے میں اتنا ہی کہہ کر احباب جماعت کو تلقین کرتا ہوں خصوصیت کیساتھ کہ

صبر کے اس مضمون کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیں

یعنی نیکی پہ یہ معنے ہیں کہ اچھی باتوں کو پکڑ لینا، اُن پر قائم رہنا، اُن کو کسی حالت میں نہ چھوڑنا، خواہ کیسی ہی بڑی آزمائش ہو۔ نیکیوں سے وفا کرنا۔ یہی دراصل نیکیوں سے وفا کر نیکی دوسری صورت ہے۔ وہ لوگ جو نیکیوں سے وفا نہیں کرتے وہ نیکوں کے بھی بے وفا ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ کی محبت اچھے لوگوں سے سچی ہے۔ اگر آپ حقیقت میں اُن سے پیار کرتے ہیں اور آپ وفادار ہیں تو اُن کے جانے کے بعد اپنی وفا کو اس طرح ثابت کریں کہ اُن کی نیکیوں سے چمٹ جائیں اور کسی قیمت پر اُن سے جدا نہ ہوں۔ حضرت

حضرت امّاں جان رض نے

یہی بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کی اولاد کو ایک بہت ہی سادہ، لیکن بہت ہی پیارے فقرے میں سمجھائی۔ آپ نے اولاد کو اکٹھا کیا اور فرمایا، دیکھو تم بظاہر یہ دیکھو گے کہ اس گھر میں کچھ بھی نہیں۔ کوئی مال و دولت نہیں۔ کچھ دنیا کی جائیدادیں نہیں ہیں، کچھ آرام کے سامان نہیں ہیں۔ تمہیں یوں محسوس ہوگا کو یا حضرت مسیح موعود مجھے اور اپنی پیاری اولاد کو خالی ہاتھ چھوڑ گئے اور اپنے گھر میں پیچھے کچھ بھی باقی نہیں رکھا۔ لیکن تم غلط سمجھتے ہو۔ حضرت مسیح موعود اپنے پیچھے اللہ کو ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں اور اس سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔

پس صاحب برکت وجود، سب سے بڑی برکت، یعنی اللہ کو پیچھے چھوڑ جایا کرتے ہیں۔ اور کبھی بھی اُن کی برکتیں بے وفائی نہیں کرتیں۔ ہاں وہ لوگ ہیں جو برکتوں سے بے وفائی کردیا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جماعت کو بھی توفیق عطا فرمائے اور حضرت سیدہ مرحومہ کی اولاد کو خصوصیت کے ساتھ یہ توفیق عطا فرمائے کہ آپ تو جدا ہوگئیں لیکن

آپ کی اولاد اور جماعت آپ کی برکتوں سے بے وفائی نہ کرے تاکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ برکتیں ہمارے اندر زندہ اور باقی اور پائندہ رہیں۔

خطبہ ثانیہ:۔

جمعہ کی نماز کے بعد حضرت پھوپھی جانؓ کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔ آپ کے ذکر کے سلسلے میں مَیں یہ بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ

حضرت پھوپھا جان نواب عبداللہ خان رضؓ

کو بھی خدا تعالیٰ نے بہت ہی پیار کرنے والی شخصیت عطا فرمائی تھی بہت ہی مہمان نواز۔ بہت ہی خلیق انسان تھے۔ اور اس لحاظ سے یہ جوڑ بہت ہی مناسب تھا۔ ان کی طبیعت میں سادگی تھی اور حضرت پھوپھی جان کی بعض خاص ایسی خوبیاں تھیں جن تک اُن کی رسائی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود ایک انتہائی اعلیٰ مثالی ہونے کا جوڑا تھا جن خوبیوں کا میں نے ذکر کیا ہے اُس میں مثلاً ادب اور ذوق شعری ہے۔ حضرت پھوپھا جانؓ کو یہ شعری ذوق عطا ہی نہیں تھا۔ اور اگر شعر پڑھتے بھی تھے تو صحیح وزن کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اس کے مقابل پر حضرت پھوپھی جان کو نہایت ہی لطیف شعری ذوق عطا ہوا تھا۔ خود بہت ہی صاحب کمال شاعرہ تھیں لیکن اپنے کلام کو لوگوں سے چھپا لیتی تھیں۔ اکثر چند مسودے لکھ کر پھینک دیں اور وہ کلام نظر سے غائب ہو گیا۔ کیونکہ مجھے بچپن سے شعر کا ذوق رہا ہے اس لئے حضرت پھوپھی جان کے ساتھ میرا ایک خاص تعلق اس وجہ سے بھی تھا۔

کیونکہ اُن تک رسائی تھی اور وہ بعض دفعہ بڑے پیار کے ساتھ مجھے اپنا کلام سنا بھی دیا کرتی تھیں۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے جب میں ملاقات کے لئے گیا تو ایک بہت ہی پرانی نظم جو حضرت پھوپھی جان نے مجھے قادیان کے زمانے میں سنائی تھی کہ ایک دو شعر میں نے کہے تو چہرے پہ عجیب مسکراہٹ پیدا ہوئی کہ تم اب تک وہ باتیں یاد رکھتے ہو۔ اگرچہ اس لحاظ سے حضرت پھوپھا جان کے ساتھ طبیعتوں کا جوڑ طبعی نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود اُن کا آپس میں ایسا غیر معمولی تعلق، ایسی محبت، ایسا ساتھ، ایسی وفا تھی۔ میں خصوصیت کے ساتھ اس کا اس لئے ذکر کر رہا ہوں کہ بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمارا طبیعتوں کا جوڑ نہیں ہے۔ جو صاحب کرام لوگ ہوں وہ طبیعتوں کا جوڑ نہ بھی ہو تو اچھی باتیں نکال کر، اُن کی قدر کر کے، اُن سے جوڑ پیدا کر لیا کرتے ہیں۔ اور جو صاحب کرام نہ ہوں اُن کو اَن جوڑ باتیں زیادہ دکھائی دیتی ہیں اور جہاں جوڑ ہو سکتا ہے وہ نظر انداز کر دیا کرتے ہیں۔

اس لئے مَیں خصوصیت سے خطبے میں اس کا ذکر کرنا چاہتا تھا کہ آپ کی زندگی اس لحاظ سے بھی نمونہ تھی۔ آپ کا ذوالکرام لوگوں کی اولاد ہونا، یعنی جن کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی کریمانہ اخلاق بخشے ہوں، اس بات سے بھی ثابت تھا کہ

آپ کے اندر یہ کریمانہ صفت موجود تھی

کہ اگر کوئی طبیعت کا اختلاف بھی ہے اُسے نظر انداز کر کے، جو خوبیاں اور نیکیاں ہیں، اُن سے تعلق جوڑ لیں۔ چنانچہ آپ کی ساری زندگی کے تعلقات میں یہ بات ہمیشہ غالب رہی کہ خوبیوں پر نظر رکھ کر اُن سے آپ تعلق جوڑا کرتی تھیں۔ جہاں تک حضرت پھوپھا جانؓ کا تعلق ہے اُن کے اندر خدا تعالیٰ نے بڑی خوبیاں رکھی تھیں۔ اُن کی مہمان نوازی خصوصیت کے ساتھ ضرب المثل تھی۔ اور پھر عبادت سے اُن کا تعلق۔ پنج وقتہ اور باجماعت نماز کا شوق اور ذوق ایسا تھا کہ بہت کم لوگوں میں ایسا دیکھنے میں آتا ہے۔ اس لئے آپ بھی کرام لوگوں کی اولاد تھے۔ اُن کے اندر بھی بڑی خوبیاں تھیں۔ ان دونوں کی اولاد کے لئے خاص طور پر دُعا کرنی چاہیئے کہ خصوصی خوبیاں جو حضرت پھوپھا جان کی تھیں یا حضرت پھوپھی جان کی تھیں وہ بڑھ کر بڑھ جائیں بجائے اس کے کہ اُن

کے اندر کمی محسوس ہو۔ اس رنگ میں قومیں ترقی کیا کرتی ہیں۔ والدین کی اچھی چیزیں اگر وہ اپنانے لگ جائیں اور کمزوریوں سے صرف نظر کریں تو اس طرح قومیں ہر لحاظ سے آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ اس رنگ میں اپنے آباؤ اجداد کی خوبیوں کو زندہ رکھنے بلکہ جمع کرنے اور بڑھانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

حضرت پھوپھی جان کے ساتھ میرا ایک اور تعلق یہ بھی تھا کہ میری والدہ کو اُن سے بہت پیار تھا۔ اور جب سے ہوش آیا ہے ہم نے اپنی والدہ کو پھوپھی جان کے لئے بہت غیر معمولی محبت کے جذبات کا اظہار کرتے پایا۔ اور پھوپھی جان کو بھی جواباً آپ سے بہت تعلق تھا۔

اس لئے میرے لئے وہ ایک قسم کی والدہ تھیں

جو فوت ہو گئیں۔ مگر ایسے واقعات دُنیا میں ہوتے رہتے ہیں۔ صاحب حوصلہ لوگوں کو حوصلے کے ساتھ ایسے واقعات برداشت کرنے چاہئیں۔ اور خدا تعالیٰ سے صبر مانگنا چاہیئے۔ صبر مانگنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ صبر عطا فرما دیا کرتا ہے۔

پس جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ صبر پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین *

عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی کا انتظام

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر عید الاضحیہ کی قربانی دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس ارشاد گرامی کے مطابق احباب جماعت مقامی طور پر قربانی دیتے ہیں اور بعض دوست یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی دینے کا انتظام کر دیا جائے تو امارت مقامی کی طرف سے ہر سال ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

بعض مخلصین جماعت نے اس سال قادیان میں اُن کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کا انتظام کروائے جانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے ایک جانور کی قیمت کا اندازہ دریافت کیا ہے۔ سو ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قربانی کی شرائط کو پورا کرنے والے جانور کی اوسط قیمت ۵۵۰/- روپے تک ہے۔ بعض احباب کی خواہش ہوتی ہے کہ عید کے موقعہ پر اچھے جانور کی قربانی کی جائے تو اس امر کا خیال رہے کہ لازماً ایسے جانور کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

احبابِ کرام توجہ فرمائیں!

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں قادیان میں آفسیٹ پرنٹنگ پریس لگانے کا منصوبہ زیر غور ہے جس کیلئے مندرجہ ذیل معلومات کی ضرورت ہے۔

(۱) :۔ آفسیٹ مشین سپلائی کرنے والی کمپنیوں سے معلومات حاصل کر کے بھجوائیں کہ کیا وہ عملہ کی تربیت کا بھی انتظام کرتی ہیں؟ اس کے کیا شرائط و ضوابط ہیں۔

(۲) :۔ اگر ہمارے عملہ کو تربیت دینے کا انتظام نہیں ہے تو ٹرینڈ عملہ کے بارے میں وہ ہماری کیا مدد اور رہنمائی کر سکتے ہیں۔ (۳) :۔ مشینوں کے مختلف سائز اور اُن کے لوازمات وغیرہ مع قیمت اور اُن کی کارکردگی کا موازنہ وغیرہ اُمور کے بارہ میں تفصیل۔ (۴) :۔ آپ کے شہر میں یا نزدیک جہاں آفسیٹ پریس لگے ہوں اُن میں عملہ کی تربیت کا انتظام ہو سکتا ہے؟ اس کیلئے کیا خرچہ درکار ہوگا۔ اور رہائش وغیرہ کی کیا صورت ہوگی۔ نیز یہ بھی کہ وہاں کے پریس سے کوئی ٹرینڈ فرد سال کچھ عرصہ کیلئے یہاں آ کر کام کر سکتے ہیں اگر آ سکتے ہوں تو اُنکے کیا مطالبات ہونگے۔

سیدنا حضور انور کے ارشاد کی روشنی میں آفسیٹ پرنٹنگ پریس کے قیام کے بارہ میں جائزہ لینے کیلئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ایک کمیٹی تشکیل فرمائی ہے۔ جن دوست کو بھی مذکورہ اُمور کے بارے میں معلومات ہوں براہ مہربانی جلد خاکسار کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اس کے علاوہ بھی کوئی قابل ذکر امر ہو تو وضاحت فرمادیں۔

خاکسار۔ سید تنویر احمد

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء

قسط سوم (آخری)

اسلام میں صبر و رضا کی تعلیم

اور

ابتلاء کے دور میں جماعت احمدیہ کا نمونہ!

از مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری ـ صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

معزز سامعین! ایسے ابتلاء کے نازک دور میں جب کہ چاروں طرف نفرت، بغض اور عناد کے الاؤ دہک رہے ہیں اور گویا جنگل کا قانون ہے اور بربریت و تشدد کا دور دورہ ہے تو آیئے دیکھیں پاکستان کے احمدی آج کیا نمونہ پیش کر رہے ہیں ـ وقت تھوڑا ہے اور داستان لمبی ہے، سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات میں سے صابروں اور شاکروں کے چند خطوط میں نے لئے ہیں جو آپ کی خدمت میں نمونے کے طور پر پیش کر دیتا ہوں ـــــ لیکن ان واقعات کو سننے سے پہلے یہ امر ضرور ذہن نشین کر لیں کہ پاکستان کے احمدیوں میں جو آج صبر و استقامت کے حیرت انگیز واقعات رونما ہو رہے ہیں وہ محض خلافت احمدیہ کی برکت ہے ـــ ورنہ اشتعال انگیزی کے وقت ایک باپ اپنے چار بیٹوں کے جذبات کو قابو میں نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ خلافت حقہ کا ایک زبردست معجزہ ہے کہ شدید اشتعال انگیزیوں اور ایذا رسانیوں کے طوفان میں چالیس لاکھ احمدیوں کی زبانوں، ہاتھوں اور عقلوں حتیٰ کہ ان کے ادراک و احساسات کو بھی بالفعل صبر و رضا کے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پاکستان سے ہجرت کرتے وقت احمدی احباب سے صبر و رضا پر قائم رہنے کا جو عہد لیا تھا اور پھر اس عہد پر قائم رہنے کے لئے جو آپ نے دعائیں ان کے لئے کیں، انہی کی یہ برکت ہے کہ آج وہ صبر و رضا کے ایسے نظارے پیش کر رہے ہیں جن کو عقل انسانی حیرت سے ٹکٹکی باندھے دیکھتی ہے۔

✱ ـــ پروفیسر قریشی ناصر احمد صاحب جنہیں پھانسی کی سزا سنائی گئی ہے، پہلے ان کے والد قریشی عبد الحمید صاحب کو خنجر سے مار مار کر شہید کر دیا گیا پھر انہیں اور ان کے بھائی رفیع احمد اور ان کے اپنے جوان سالہ بیٹے محمود احمد تینوں کو قید میں ڈال دیا گیا۔ وہ سیدنا حضور انور کو مخاطب کر کے اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:-

"پیارے آقا! میرے ساتھ میرا جوان لڑکا محمود احمد بھی ہے جو مجھ سے دن میں کئی بار یہ پوچھتا ہے کہ یہ ظلم ہم پر ناحق کیوں ہو رہا ہے۔ ایک میرا بھائی جس کی عمر تقریباً پینتالیس سال ہے وہ بھی خاموش نگاہوں سے یہی سوال کرتا نظر آتا ہے۔ میرے دوسرے ساتھی بھی کم و بیش آہوں اور سوالیہ نگاہوں سے یہی سوال پوچھتے ہیں۔ ان سب کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ جواباً یہی کہا جاتا ہے۔ صبر کریں، صبر کریں اور صبر کریں۔ حضور! میرے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں جو اپنی زندگی کے ساتھ خدا کے آسرے پر رہ رہے ہیں۔ سب سے چھوٹا بچہ جس کی عمر چھ سال ہے۔ جب کبھی ملاقات کے لئے آتا ہے تو مجھے اور اپنے بھائی اور چچا سے جیل کی ڈبل جالیوں سے باہر سہم کر کہتا ہے آپ ابا مجھ سے ملاقات نہیں کرتے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس جالی کو ہٹاؤ اور مجھے سینے سے لگاؤ۔ مجبوراً جیل کے عملہ صاحب سے عرض کر کے اسے اندر بلایا جاتا ہے۔ وہ میرا منہ چومتا ہے۔ گلے لگتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ میری جان سے پیوست ہو جائے۔ لیکن جلد ہی سسکتی آہوں سے باہر جانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یہ منظر بڑا ہی کرب انگیز ہوتا ہے۔ لڑکے ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ روز پوچھتے ہیں، آپ کب آئیں گے؟ انہیں تسلیاں دی جاتی ہیں کہ بیٹا جلد آجائیں گے۔ بچیاں روز صبح سے انتظار کر کے رات کو رو رو کر سو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم بے گناہ ہیں۔ میں نے اٹھائیس سال کا عرصہ محکمہ تعلیم سے منسلک ہو کر صوبہ سندھ میں گزارا ہے اور گرفتاری کے وقت بھی گورنمنٹ بی ایڈ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر تھا۔ میں نے نہایت ہی ایمانداری اور خلوص سے سندھ کے اضلاع ... میں خدمات انجام دی ہیں اور یہ ریکارڈ سے ثابت ہے۔"

✱ ـــ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی اس ظلم کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں چنانچہ ایک باپ نے اپنے بچے کے متعلق لکھا:

"چھوٹا سا معصوم بچہ ہے۔ ابتدائی کلاسوں میں پڑھتا ہے۔ ایک دن اس حال میں لوٹا کہ کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور جگہ جگہ جسم پر مار کے نشان تھے۔ میں نے کہا بیٹا کیا بات ہے؟ اس نے کہا، مجھے تو کچھ پتہ نہیں میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ وہ سارے مجھے مرزائی کتا کہتے ہوئے مارنے لگے اور میرے کپڑے پھاڑ دیئے اور کہا تم ناپاک ہو۔ تمہارے ساتھ ہم ان کلاسوں میں نہیں بیٹھ سکتے۔ چنانچہ اس کے باپ نے لکھا۔ ناچار اور مجبور ہو کر اس بچے کو اسکول سے اٹھا لیا ہے اور اپنی بچیوں کے خوف سے ان کو بھی تعلیم سے اٹھا لیا ہے۔ اللہ ان کی تعلیم کا خود انتظام فرمائے۔"

(خطبہ عید الفطر ۱۹۸۶ء)

✱ ـــ اگر کسی نے احمدیوں کے صبر و حلم اور بے مثال تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو خاص طور پر ربوہ میں گھوم کر دیکھ لے۔ سالہا سال سے روزانہ "سرکاری مسلمانوں" کی مسجد سے جس پر آٹھ آٹھ سپیکر لگے ہوتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر اکابرین جماعت کے خلاف انتہائی دلآزار طریق پر فحش کلامی کی جاتی ہے اور بسا اوقات باہر سے جلوس داخل ہوتے ہیں اور دل کھول کر گالیاں دے کر واپس جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہیں:-

"ربوہ میں چند دن پہلے افسر مولوی اور ان کے چیلے چانٹے اکٹھے ہوئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اس قدر فحش کلامی کی جیسے کسی عورت کی زبان بے لگام ہو جائے اور یہ سب کچھ اسلام کے نام پر اور ناموس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کیا جا رہا تھا۔ پھر یہ جلوس بازار سے گالیاں دیتا اور غلاظت گند ... ڈالتا ہوا گزرا۔ اس وقت ہمارا کلیجہ شق ہوا جاتا تھا۔ لیکن ہم نے آپ کے جانے سے پہلے آپ کے ہاتھ پر صبر کی بیعت کی تھی اور اس بیعت کو ہم توڑ نہیں سکتے اور خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ اقرار کیا تھا کہ ہم آپ کی اطاعت سے باہر نہیں نکلیں گے لیکن جو اس وقت ربوہ کی حالت تھی وہ ناقابل بیان تھی۔ اچانک اس وقت میری نظر ایک غریب کھوکھے والے پر پڑی جو اس نظارے کو دیکھ کر رو رو کر نڈھال ہوا جاتا تھا اور اس کے بدن پر شدت گریہ سے رعشہ طاری تھا۔ یہ دیکھ کر دل قابو میں نہ رہا اور میں دوڑتا ہوا گھر چلا گیا تاکہ تنہائی میں اپنے مولیٰ کے حضور اپنے دل کا غبار نکال سکوں۔"

سچ ہے ـــ

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

معزز سامعین! اب تک آپ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی حفاظت کی خاطر کی گئی قربانیوں کے واقعات آغاز اسلام میں صحابہؓ کی تاریخ سے پڑھتے اور سنتے رہے ہیں۔ بالکل اسی شان اور اسی آن بان کی قربانیوں کے واقعات آج جماعت احمدیہ میں رونما ہو رہے ہیں:-

✱ ـــ میر پور خاص کے ایک دوست نے اپنے اور اپنے بھتیجوں کے ساتھ پیش آئے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:-

"ہم تینوں کلمے کا بیج لگا کر شہر میں گھومنے لگے۔ اس کے بعد پولیس والے آئے۔ ہمیں گرفتار کر لیا پھر تھانے لے گئے۔ وہاں جا کر پوچھنے لگے تم نے یہ کلمے کا بیج کیوں لگایا ہے۔ تو میں نے جواب دیا کہ کلمے سے ہمیں محبت ہے اس لئے لگایا ہے۔ وہ کہنے لگے ابھی تمہاری محبت نکالتے ہیں۔ پھر انہوں نے مار دھاڑ شروع کی۔ پہلے تھپڑ مارتے رہے اور جب وہ تھپڑ مارتے تھے ہم بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتے تھے۔ پھر انہوں نے کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہ پڑھو۔ مرزا صاحب کا کلمہ پڑھو۔ ہم نے انکار کیا اور بتایا کہ ہمارا کلمہ تو محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہی کلمہ ہے اور یہی کلمہ ہم جانتے ہیں اور یہی پڑھیں گے تو اس کے بعد انہوں نے چمڑے کے جوتے منگوائے اور ان سے مارنے لگے۔ جتنی زور سے ہمیں مار پڑتی تھی اتنی ہی زور سے ہم کلمہ شہادت بلند کرتے تھے۔ آخر جب وہ مار مار کر تھک گئے تو یہ لکھنے والے کہتے ہیں کہ مجھے بے ہوشی آگئی۔ اس پر وہ جانور کی طرح وہ پولیس کا جو افسر تھا وہ جھپٹا مجھ پر اور شدید غصے کی حالت میں اس نے میرے سینے سے کلمہ نوچ کر پاؤں تلے روند ڈالا۔ کہتے ہیں،

"میں مار کھا کر تو ہنستا تھا لیکن خدا کی قسم اس حالت میں میری چیخیں نکل گئیں۔"

✱ — ایک باپ نے اپنے بیٹے کے متعلق لکھا:—

"تھرپارکر میں علماء دین کا زور ہے اور کلمہ کے بیج لگانے والوں پر برس پڑتے ہیں اور پولیس کو ساتھ لے کر پکڑواتے اور پھر ان پر سختی کرواتے ہیں۔ میرا لڑکا جو بی۔ اے میں میر پور خاص میں پڑھتا ہے اُس کو کنڈی پولیس نے اتنا مارا کہ بار بار بے ہوش ہو جاتا تھا۔ ہوش آنے پر پانی مانگتا تو نہیں دیتے تھے اور پھر وہ کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیتا تھا اور پھر اُسے مارتے تھے اور پھر وہ مار کھاتے کھاتے بے ہوش ہو جاتا تھا۔ الحمدللہ! اللہ کا احسان ہے کہ میرے بچوں کو خدا نے ثبات قدم اور ایمان سے نوازا ہے۔ ہر دفعہ بے ہوشی کے بعد اس کے منہ سے کلمہ طیبہ ہی نکلا اور کوئی گفتگو [illegible] کی صدا بلند نہیں ہوئی۔ اور اس کے بعد جب وہ گھر آیا ضمانت کے بعد، تو کہتے ہیں تین دن تک اس کے پیشاب میں خون آتا رہا۔ میں نہیں جانتا کہ کیا نقصان اُس کے اندر پہنچ چکا ہے۔" (خطبہ جمعہ ۱۴ جون ۸۵ء)

✱ — اسی طرح ایک احمدی مجاہد کا واقعہ یوں ہے کہ اس کو اس لئے مارتے رہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کلمہ توحید اپنے سینے سے اتارتا نہیں تھا۔ وہ مار کھاتا رہا مگر زبان سے کلمہ توحید ہی بلند کرتا رہا پھر اسے اُلٹا لٹا کر اُس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا اور ساتھ مارتے رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دل سے اُس وقت بھی کلمہ ہی بلند ہو رہا تھا مگر گردن پر پاؤں کا ایسا دباؤ تھا کہ آواز گردن سے باہر نہیں نکلتی تھی۔ پھر جب اس ظالم نے پاؤں اٹھایا تو پھر میں نے کلمہ توحید بلند آواز سے پڑھا۔ اس پر پھر اسی طرح مجھے لٹا کر مارنا شروع کیا۔ وہ لکھتے ہیں: "اس موقع پر ایک دفعہ مجھے ہنسی آگئی تو S.H.O نے سندھی میں کہا تو تو بڑا ڈاکو ہے۔ اتنے بڑے شدید تشدد کے باوجود تُو اپنی حرکت سے باز نہیں آرہا۔۔۔ اُنہوں نے کہا میں اس بات پر تو نہیں ہنسا کہ تم مجھے مار رہے ہو۔ میں تو اس بات پر ہنسا ہوں کہ تم بے وقوف سمجھتے کیا ہو کہ ہم تمہاری ماروں کے نیچے ہی کلمہ طیبہ چھوڑ دیں گے۔ کہتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر جسم کا قیمہ بھی بنا دو گے تو میری بوٹی کے ہر ریشے سے کلمہ طیبہ بلند ہوگا اس کے سوا ہم اور کچھ نہیں چاہتے۔"

یہی وہ حقیقت ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:—

"احمدی کسی قیمت پر بھی کلمہ سے جدا نہیں ہوں گے۔ اُن کی زندگیاں اُن کو چھوڑ سکتی ہیں مگر کلمہ احمدی کو نہیں چھوڑے گا۔۔۔ ہم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ وعدہ ضرور کرتے ہیں کہ اے خدا کے پاک رسولؐ! جو سب محبوبوں سے بڑھ کر ہمیں محبوب ہے۔ خدا کی قسم! تیری اس پاک نشانی تک ہم لوگوں کو نہیں پہنچنے دیں گے۔ ہم اس کے آگے بھی لڑیں گے اور اس کے پیچھے بھی لڑیں گے اور اس کے دائیں بھی لڑیں گے اور اس کے بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن کے ناپاک قدم نہیں پہنچ سکیں گے جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوئے یہاں تک نہ پہنچے۔"

(خطبہ جمعہ ۷ دسمبر ۸۴ء)

یہ عزم اور یہ صبر و استقلال اور قربانیوں کے ان عظیم نمونوں کو دیکھ کر غیروں کے دلوں میں بھی ایک عجیب تبدیلی پیدا ہو رہی ہے چنانچہ پاکستان کے ایک گاؤں کی ایک بیوہ عورت نے جب یہ کلمے کے واقعات سنے تو اُس نے اپنے سارے بچوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ میں تمہیں نصیحت کرتی ہوں کہ جلد احمدیت میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ دوسرے مسلمان کلمہ مٹا رہے ہیں اور احمدی کلمہ لکھ رہے ہیں اور کلمے کی خاطر قربانیاں دے رہے ہیں۔ اس لئے یہ جھوٹے نہیں ہو سکتے اور وہ سچے نہیں ہو سکتے۔"

(از خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰؍جون ۸۵ء)

✱ — دردناک شہادتوں کے واقعات پر اُن کے عزیز و اقارب جس حیرت انگیز صبر و استقامت کا نمونہ پیش کر رہے ہیں، اُس کی دو مثالیں پیش کر کے میں اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔

(۱) ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب کی المناک شہادت پر اُن کی ایک بھانجی نے جو حضور انور کی بھی بھانجی ہیں، حضور کی خدمت میں خط لکھا کہ:—

"ماموں حضور! آپ تسلی رکھیں۔ کل میں حیدرآباد گئی تھی۔ ممانی عزیزہ اتنے حوصلے سے ہیں کہ اگر ظالم دیکھ لیں تو ضرور شرمندہ ہو جائیں۔ کہ ہم تو انہیں تکلیف دینا چاہتے تھے مگر یہ لوگ کس قدر مطمئن ہیں۔ ماموں عقیل کی بیٹی کچھ ماہ پہلے ہی بیاہ کر کھاریاں گئی تھی۔ اُس نے یہ خبر سُن کر اپنی والدہ کو فون کیا اور کہا امّی مبارک ہو۔ ابا نے شہید ہو کر ہمیں سرخرو کر دیا ہے۔ یہ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی عورتیں جو اپنی ہر چیز حتیٰ کہ باپ، خاوند، بیٹے، بھائی سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار بیٹھی ہیں۔

(وہ لکھتی ہیں) ہاں ہم تیار ہیں اے ہمارے امام! ہم تیار ہیں اپنے خاوندوں کو قربان کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔ بس آپ حکم دیں۔ میں نے تو اپنے میاں کو بھی بتا دیا ہے کہ تمہارے لئے میں نے یہ دعا مانگی ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے کہ وہ تمہیں شہادت عطا فرمائے وہ کہنے لگے کہ خدا تمہاری زبان مبارک فرمائے۔"

(۲) ایک احمدی دوست ماسٹر عبدالحکیم صاحب ابڑو تھے جو نہایت غریب طبیعت، نیک نفس اور بڑے اچھے اخلاق والے تھے۔ اُن کا اثر سارے شہر پر بھی اچھا تھا اور اپنے طلباء پر اُن کا بہت ہی نیک اثر تھا۔ اس لئے کسی ذاتی دشمنی کا تو اُن کے خلاف کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ سے وہاں کے علماء نے اُن کے قتل کے فتوے دینے شروع کئے اور ان کو ایسے خطوط ملنے شروع ہو گئے جن میں واضح طور پر قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور کہا گیا کہ تم اپنے دین سے توبہ کرو۔ اپنے مسلک سے ہٹ جاؤ ورنہ تمہارا انجام بہت برا ہوگا اور تمہیں بہت بری طرح مارا جائے گا۔

چنانچہ ایک رات دو بجے کچھ لوگ کلہاڑیاں لے کر اُن کے گھر میں داخل ہوئے اور سوتے کو پکڑ کر پہلے تو کلہاڑی سے ذبح کرنے کی کوشش کی گئی اس پر جب انہوں نے مزاحمت کی تو پھر کلہاڑیوں کے پھلے وار کئے گئے۔ چنانچہ اُن کے جسم پر کلہاڑیوں کے اٹھائیس (۲۸) گہرے گھاؤ آئے۔ پھر انہوں نے اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ اُن کی بیوی کو کلہاڑیوں سے شدید زخمی کیا گیا اُن کی بچی پر بھی حملہ کیا گیا۔ اُن کے بیٹے کو بھی زخمی کیا گیا۔ اور یہ کام پورا کر کے انہوں نے سمجھا کہ نعوذ باللہ من ذالک ہم نے اسلام کی فتح کے سامان کر لئے ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ ان احمدیوں میں سے ایک بھی اپنے مسلک سے پیچھے نہیں ہٹا۔ بڑے صبر کے ساتھ وہ آخر وقت تک اپنے ایمان پر قائم رہے اور انہوں نے اس سے سر مو بھی انحراف کی راہ اختیار نہیں کی۔ یہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کی اصلی تقدیر ہے کہ ایک ایسی جماعت قائم ہونے والی ہے جو نہ صرف صبر کی تلقین کرے گی بلکہ خود بھی صبر کا دامن پکڑ کر بیٹھی رہے گی اور جتنی بڑی آزمائش میں بھی اس جماعت کو مبتلا کیا جائے گا صبر کا دامن نہیں [illegible]"

(بدر ۶؍ستمبر ۸۴ء)

آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اقتباس پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ مخالفین احمدیت کو مخاطب کر کے حضور فرماتے ہیں:—

"میں ساری جماعت کی نمائندگی میں یہ کہتا ہوں۔ تم جو چاہو کر لو۔ جتنا زور لگانا ہے لگا لو۔ خدا کی قسم ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلاموں کی راہوں سے نہیں ہٹیں گے۔ نہیں ہٹیں گے اور احمدیت کا یہ قافلہ ہمیشہ آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ جن راہوں پر تم چل رہے ہو تاریخ انسانیت سے ثابت ہے کہ وہ ناکامی و نامرادی کی راہیں ہیں۔ وہ ہمیشہ تاریکیوں کے طور پر دنیا پہ ظاہر ہوئیں۔ .... لیکن خدا کی قسم! ہم جن راہوں پر چل رہے ہیں، وہ انبیاء اور اُن کے صدیقوں، شہیدوں کی راہیں ہیں۔ اور یہ وہ راہیں ہیں جو کہکشائیں بن کر آسمان پر چمکا کرتی ہیں۔ ایک آسمان کی کہکشاؤں کو ہم نے دیکھا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اوّلین نے اپنے قدموں سے بنائی تھیں اور اب دیکھنے والو دیکھو! کہ محمد مصطفیٰؐ کے غلام آخرین جو ظاہر ہونے والے اب ان کہکشاؤں کو پھر اپنے خون سے بنا رہے ہیں۔ اپنی قربانیوں سے روشن کر رہے ہیں اور آئندہ زمانہ ان راہوں کو دیکھے گا، ان چمکتی ہوئی کہکشاؤں کو۔ اور ان سے سبق حاصل کرے گا۔ ..... مبارک ہو تم جو خدا کی تقدیر کے لائق ہو گئے۔ خدا کی تقدیر کے لائق ٹھہرائے گئے۔ پس جو زور لگتا ہے تم لگا لو اے دشمنانِ احمدیت! جتنے احمدی شہید کرنا چاہتے ہو شہید کر لو ..... خدا کی قسم ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ محمد مصطفیٰؐ کے غلاموں کا خدا ہمارے ساتھ ہے آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تم لازماً ناکام و نامراد مرو گے اور احمدیت کے لئے وہ فتح ضرور طلوع ہوگی جس کی خوشخبری قرآن دیتا ہے اور قرآن میں وعدہ فرماتا ہے حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ..... پس میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ مطلع فجر تک کی راتیں ہیں اور وہ مطلع فجر کا طلوع ہونا زیادہ دیر کی بات نہیں۔"

(خطبہ جمعہ ۱۴ جون ۱۹۸۵ء)

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی روحانی حکومت

آپؐ کے مقام خاتم النبیین میں مضمر ہے

از مکرم سید عبد العزیز صاحب نیوجرسی۔ امریکہ

غیر احمدی علماء خاتم النبیین کے معنی یہ کرتے ہیں کہ ہر قسم کی نبوت ختم ہو گئی ہے۔ ساتھ ہی وہ یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نبی ہوں گے جب آسمان سے اُن کا نزول ہوگا۔

ہر عقل رکھنے والا جانتا ہے کہ اس عقیدہ میں واضح تضاد موجود ہے۔ علماء تضاد کو غلط تاویلوں کے ذریعہ دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اس طرح سے کہ حضرت عیسیٰؑ کوئی نئے نبی نہ ہوں گے۔ اسی طرح سے اُن کے نزدیک نبی کا آنا جائز ہو گیا۔ اگر خاتم النبیین کے معنی ختم ہیں تو نئے پرانے کا کوئی سوال نہیں۔ سوال یہ ہے کہ نبی اُن کے عقیدہ کے مطابق نہیں آ سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر نبی نہیں آ سکتا تو یہ ممانعت سب سے پہلے پرانے نبی کے لئے ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ماضی میں کبھی پرانا نبی دوبارہ واپس نہیں آیا۔ ہم علماء کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اُن کے عقیدہ میں تضاد ہے۔ کسی نبی کا نہ آنا پھر یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰؑ آ سکتے ہیں۔ اجتماع ضدین ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اُن کا ایک دعویٰ باطل ہے یا دونوں ہی باطل ہیں۔

علماء کو نہ صرف تضاد پر اصرار ہے بلکہ وہ اس تضاد کو اپنا وراثتی حق سمجھتے ہیں اور آنحضرتؐ کے بعد اگر کوئی شخص نبی مان لے تو وہ نہ صرف کافر ہو جاتا ہے بلکہ ہر قسم کے ظلم اُس پر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ثواب کا موجب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علماء پر کفر کا فتویٰ لگنا چاہیئے کیونکہ خاتم النبیین میں پرانے نبی کے لئے استثنیٰ موجود نہیں۔ اور وہ پرانے اسرائیلی نبی کی آمد جائز قرار دے رہے ہیں۔ علماء اپنے دلوں کو جھوٹی تسلی دیتے ہیں کہ پرانے نبی کی آمد سے تضاد نہیں رہتا۔ اگر اُن کے دل یقین سے لبریز ہوتے تو جہاں جہاں وہ ختم نبوت کے جلسے کرتے حضرت عیسیٰؑ کا نعرہ لگاتے اور اُن کی تلاش کرتے کہ کہیں حضرت عیسیٰؑ موجود بھی ہیں۔

علماء احمدیوں پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں مانتے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ کوئی احمدی احمدی نہیں ہو سکتا اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتا۔

خاتم النبیین وہ روحانی سمندر ہے جس سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روحانی چشمہ پھوٹا۔ یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیضِ کمال کی مُہر ہیں۔ جن سے حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فیض روحانی حاصل کیا۔ آپؑ خاتم النبیین کی وجہ سے ظلی انعکاسی اور اُمتی نبی کہلائے۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمدؑ کے دعویٰ کا دارومدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ہے۔ وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ کہتا ہے کہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی اور اصل مُہر ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ اُسی اصل مُہر کے ظل اور عکس ہیں اور یہی خاتم النبیین کے معنی ہیں۔ خاتم النبیین کے صرف اور صرف ایک ہی معنی ہیں یعنی ذریعہ تاثیر الانبیاء۔ جس کے فیض سے فیض نبوت ملتا ہے۔

وہ لوگ جو خاتم النبیین میں خاتم کے معنی اثر اور تصویر کے کرتے ہیں وہ یقیناً غلط معنی کرتے ہیں۔ اُن کے معنی کے لحاظ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے اثر قرار پاتے ہیں۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اثر اپنے وجود کے لئے دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وجود کے لئے دوسروں کے محتاج نہ تھے۔

یہ معنی یقیناً غلط ہیں۔ ہم علماء کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ یہ معنی ثابت کریں۔ ہرگز وہ ثابت نہیں کر سکتے۔ بہتر ہے کہ وہ ایسے معنی کرنے سے باز آ جائیں جو حضور اکرمؐ کی شان کے خلاف ہیں۔ اور خاتم النبیین کی ترکیب سمجھی ان معنوں سے ایک گھٹیا قسم کی ترکیب واضح ہو جاتی ہے۔ اکثر غیر احمدی اس مُہر کی مثال پیش کرتے ہیں جو اثر اور نقش ہوتی ہے۔ حالانکہ محمد رسول اللہ وہ مُہر ہیں جو اثر پیدا کرتی ہے۔

خاتم کے معنی ختم کر دیا گیا یا مہر کر دیا گیا کے بعض دفعہ جائز ہوتے ہیں جب وہ اثر حاصل کے معنی میں ہوں لیکن یہ معنی آنحضرتؐ کے لئے کرنا درست نہیں ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثر یا حاصل یا نقش نہیں ہیں جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے۔ اور یہ معنی خاتم النبیین پر چسپاں نہیں ہوتے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ختم کر دیا گیا۔ اور مہر کر دیا گیا خاتم النبیین پر چسپاں نہیں ہوتے۔ ان معنی کے لحاظ سے خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرتؐ کو مہر کر دیا گیا۔ یا ختم کر دیا گیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ خاتم الانبیاء کے معنی یہ ہیں کہ وہ مُہر جس سے ظلی اور انعکاسی نبی ظہور میں آتے ہیں۔ ان معنی کے لحاظ سے خاتم کے معنی ذریعہ تاثیر کے ہیں۔ اور کبھی بھی اس کے معنی ختم یا بند کے نہیں ہوتے ہمیشہ اس کے معنی اثر پیدا کرنے کے ہوتے ہیں۔

خاتم النبیین کی ترکیب میں خاتم کے معنی ختم یا بند کرنے کے درست نہیں ہیں۔ خاتم النبیین کے فیض۔ تاثیر قدسی اور افاضۂ روحانی سے جو نبوت حاصل ہو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی نبوت ہے اور وہ کوئی الگ اور جدا نبوت نہیں ہو سکتی۔ حقیقی مُہر سے جو ظل۔ اثر اور عکس پیدا ہوتا ہے وہ وجود کے لحاظ سے الگ ہوتا ہے لیکن اصل مُہر کی تصویر ہوتی ہے۔ حقیقی مُہر میں لامحدود اثر پیدا کرنے کی قوت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے معنی میں ختم اور بند کا مفہوم شامل نہیں۔ علماء ظلم عظیم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جب وہ حقیقی مُہر کے معنی ختم یا ختم کرنے والا کے کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر آپؐ کی دائمی روحانی حکومت قائم کی ہے۔ آپؐ کی مُہر ہمیشہ چلے گی۔ اور جس مدعی نبوت پر آنحضرتؐ کے بعد آپؐ کی مُہر نہیں وہ مسیلمہ کذاب ہے۔ کیونکہ وہ اپنی الگ نبوت قائم کرتا ہے۔

اسی طرح وہ شخص بھی جو آپؐ کی مُہر کی تاثیر قدسی کا انکار کرتا ہے اُسے بھی اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ بجائے اس کے کہ وہ اُن پر طعنہ زنی کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا قولاً و عملاً اقرار کرتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

ضروری اعلان برائے لجنات اماء اللہ بھارت

لجنات اماء اللہ بھارت کا دینی امتحان مرکزیہ جولائی کے آخری اتوار کو ہوگا۔

لائحہ عمل سے نصاب دیکھ کر ممبرات لجنہ کو امتحان کی تیاری کروائیں کوشش کریں لجنہ کی زیادہ سے زیادہ ممبرات امتحان میں شامل ہوں۔ سالانہ اجتماع مرکزیہ کے مقابلہ جات میں انہیں ممبرات کو حصہ لینے کی اجازت ہوگی جو سالانہ دینی امتحان مرکزیہ میں شامل ہوں گی۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی یاد میں

پیاری پھوپھی جان — دخت کرام

محترم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب

ہماری پھوپھی جان حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بروز بدھ ۶ مئی ۱۹۸۷ء بوقت اڑھائی بجے دوپہر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو آپ کی ولادت سے قبل ہی آپ کی آمد کی اطلاع فرمائی تھی اور نہایت درجہ شفقت اور عزت افزائی فرماتے ہوئے اپنے غلام کو مخاطب فرمایا تھا کہ

دخت کرام (تذکرہ)

اے ابن کریم ابن کریم ابن کریم ہم تجھے ایک دختر نیک اختر کی آمد کی اطلاع دیتے ہیں۔

تاریخ احمدیت میں امۃ الحفیظ بیگم کی آمد کا ایک اہم مقام ہے۔ حضرت اقدس نے اپنے دعوے کے ثبوت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا شدہ آسمانی نشانوں کو اپنی تصنیف "حقیقۃ الوحی" میں بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:—

"چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے۔

"دخت کرام"

اور پھر اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے"

حضرت اقدس کا ہزاروں لاکھوں آسمانی نشانوں میں سے صرف ۱۸۷ نشانوں کا چناؤ کرنا اور اس چناؤ میں ہماری پیاری پھوپھی کی آمد کی خبر کے نشان کو چالیسویں نمبر پر رکھنا ایک ایسا اعزاز ہے جس کی عظمت اور شان کو اور جس کی تاریخی اہمیت کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

چنانچہ اسی نشانِ باری تعالیٰ کی صداقت کا ثبوت تھی کہ آپ کی ولادت باسعادت ۲۵ جون ۱۹۰۴ء میں ہوئی۔ آپ حضرت اقدس کی ذریتِ طیبہ میں سب سے چھوٹی تھیں اور پاک جوڑے کی آخری نشانی تھیں۔ آپ نے اپنی زندگی کے چار سالوں میں حضرت اقدس کی پاک صحبت اور بے پایاں محبت کو حاصل کیا۔ اس طرح سے آپ حضرت اقدس کی بیٹی بھی تھیں اور محبوب بھی۔

گو حضرت اقدس کی وفات کے روز آپ کی عمر صرف چار سال کی تھی مگر آپ اس کم سنی میں بھی فطری طور پر ودیعت شدہ قابلیتوں کی بناء پر بہت ذہین اور ہوش مند بھی تھیں۔ آپ کی اس فطری ذہانت اور ہوشمندی کو حضرت اقدس نے قرآن کریم کے ایک مقام کی تفسیر کے بیان میں ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ جاوید کر دیا ہے۔

"حضرت عیسیٰؑ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مہد میں بولنے لگے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پیدا ہوتے ہی یا دو چار مہینے کے بولنے لگے اس سے یہ مطلب ہے کہ جب وہ دو چار برس کے ہوئے کیونکہ یہ وقت تو بچوں کا پنگھوڑوں میں کھیلنے کا ہوتا ہے۔ اور ایسے بچے کے لئے باتیں کرنا کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے۔ ہماری لڑکی امۃ الحفیظ بھی بڑی باتیں کرتی ہے۔" (تفسیر آل عمران صفحہ ۲۵)

حضرت اقدس کا یہ فرمان ایک قرآنی صداقت کے اظہار کے علاوہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ ایک محبت کرنے والے باپ تھے اور جیسے ہر محبت کرنے والا باپ اپنی اولاد کی بچپن کی حرکات اور خصوصیات کو قلبی محبت سے یاد رکھتا ہے۔ اور ان کو بیان بھی کرتا ہے حضرت اقدس نے بھی ہماری پھوپھی کی خدا داد ذہانت اور ہوش مندی کو یاد رکھا اور اس کو ایک قرآنی آیت کی تفسیر میں بیان کر کے ہماری پھوپھی کو حیاتِ جاودانی بخشی۔

ایک روایت ایسے ہے کہ حضرت اقدس اپنے ساتھیوں کے ساتھ سیر کے لئے تشریف لے جانے لگے تو خادمہ نے آکر اطلاع دی کہ حضرت اماں جان فرماتی ہیں کہ امۃ الحفیظ رو رہی ہیں اور ضد کر رہی ہیں کہ اپنے ابا جان کے ساتھ باہر جانا ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس کو لے آؤ۔ چنانچہ خادمہ امۃ الحفیظ بیگم کو لے کر آئی تو آپ نے ان کو گود میں اٹھا لیا۔ اور اپنی گود میں اٹھائے ہوئے سیر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔

اس میں کیا شک ہے کہ بعض وجود اور شخصیات برکاتِ خداوندی کے حامل ہوتے ہیں اور شعائر اللہ کا مقام رکھتے ہیں۔ ان کا قرب حیات بخش ہوتا ہے۔ اور ان کی زندگی برکاتِ سماوی کا موجب۔

حضرت جنید بغدادیؒ کی وفات پر ایک عاشق خدا نے مرثیہ کہا تھا وہ مرثیہ یقیناً آپ پر صادق آتا تھا۔ مگر جماعت کے غم واندوہ اور حالیہ مصائب کے وقت میں اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت اس مرثیہ کی کامل مصداق ہماری پھوپھی جان ہی ہیں تو یہ بات برحق اور درست ہوگی۔ اس نے کہا ہے

وَااَسَفَا عَلٰی فِرَاقِ قَوْمٍ ۞ ھُمُ الْمَصَابِیْحُ وَالْحُصُوْنُ
ہائے افسوس ایسے لوگوں کی جدائی پر جو کہ چراغ کی طرح روشن اور حفاظت کے قلعے تھے
وَالْمُدْنُ وَالْمُزْنُ وَالرَّوَاسِیْ ۞ وَالْخَیْرُ وَالْاَمْنُ وَالسُّکُوْنُ
ان سے شہر آباد تھے اور وہ بادل کی طرح بابرکت وہ تمام خیر تھے اور امن و سکون کا باعث تھے
لَمْ تَتَغَیَّرْ لَنَا اللَّیَالِیْ ۞ حَتّٰی تَوَفَّتْھُمُ الْمَنُوْنُ
جب تک وہ زندہ تھے ہمارے لئے زمانہ متغیر نہیں ہوا یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی

فَکُلُّ جَمْرٍ لَنَا قُلُوْبٌ
اب ہم آگ کی طرح سے اپنے دلوں کو محسوس کرتے ہیں
وَکُلُّ مَاءٍ لَنَا عُیُوْنٌ
ہماری آنکھیں خود بارش برسا رہی ہیں

ہماری پھوپھی یقیناً ان اشعار کی مصداق تھیں۔

آپ کی جدائی اور مفارقت ہماری جماعت کے لئے ایک سانحۂ عظیم ہے اور بے انتہاء غم اور افسوس کا باعث۔ مگر ہم اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کی اتباع میں وہی کہتے ہیں جو کہ آپؐ نے اپنے پیارے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا تھا۔

اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

آنکھ روتی ہے اور قلب غمزدہ ہے مگر ہم وہی کہتے ہیں جس پر ہمارا رب راضی ہے۔ گو اے ابراہیم تیرے فراق میں غمزدہ ہیں۔

اور اپنے پیارے خدا سے بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ اے باری تعالیٰ ان کی ذات سے وابستہ جو حفاظت برکات اور حسنات تھیں ان کو ہم سے جدا نہ کرنا اور ان کے جانے کے بعد ہمیں مصائب اور مشکلات سے دوچار نہ ہونے دینا۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھَا وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھَا۔

آمین ثم آمین۔

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲ کو دو بیٹیوں کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت "محمد لئیق" نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب سے زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی نیز بچے کے نیک صالح خادمِ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اسی خوشی میں مبلغ دس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار۔ محمد رفیق بٹ ناظم عمومی مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر

لجنہ اماء اللہ اُڑیسہ کا پانچواں دو روزہ سالانہ اجتماع

رپورٹ مرسلہ۔ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ صوبہ اُڑیسہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ۲۵ ؍ ۲۶ ؍ اپریل کو کٹک میں نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی کے ساتھ منایا گیا۔ مورخہ ۲۵ ؍ اپریل کو سالانہ اجتماع محترمہ فاخرہ بی بی صاحبہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک، عہد نامہ اور نظم خوانی کے بعد خاکسار نے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کا پیغام پڑھ کر سنایا بعد ازاں خاکسار نے ہی استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ اس کے بعد لجنہ و ناصرات کے مقابلہ جات شروع ہوئے۔ ناصرات کے تینوں گروپوں کے حسن قرأت۔ نظم خوانی اور تقریر کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس کے علاوہ لجنہ اور ناصرات کی دینی معلومات کا امتحان بھی لیا گیا۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز محترمہ سائرہ بی بی صاحبہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد لجنہ اور ناصرات کے حفظ قرآن، نظم خوانی اور تقریر کے مقابلہ جات ہوئے۔

تیسرے اجلاس کا آغاز محترمہ زینب النساء بیگم صاحبہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ ناصرات معیار اوّل اور لجنہ کا فی البدیہہ اور ذہنی آزمائش کا مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد لجنہ اور ناصرات کا بیت بازی کا پروگرام ہوا۔ آخر میں خاکسار نے مرکز سے آمدہ ہدایات کی روشنی میں مختلف امور پر روشنی ڈالی۔

اُڑیسہ میں عورتوں کی تربیت اور لجنہ کے کام کی ترقی کے سلسلہ میں مولوی عبد الحلیم صاحب مبلغ سلسلہ اور مولوی شمس الحق خان صاحب معلم وقف جدید نے تقاریر کیں۔ مکرم انیس الرحمٰن خان صاحب صدر جماعت کیرنگ نے مختلف ذیلی تنظیموں کے متعلق اظہار خیال کیا۔ آخر میں صدر جماعت احمدیہ کٹک کی تقریر کے بعد تربیتی اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

دورانِ اجتماع پروگرام کے مطابق دونوں دن پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد بھی باقاعدگی سے ادا کی جاتی رہی۔ اس سال بفضلہ تعالیٰ صوبہ اُڑیسہ کی جن مجالس کی لجنات و ناصرات نے اجتماع میں شرکت کی ان کے نام یہ ہیں۔

کیندراپاڑہ۔ کرڈاپلی۔ پنکال یخنی پاڑہ سرلو۔ گوہالی پور۔ کوسمبی۔ کٹک۔ چودوار۔

اجتماع کو کامیاب بنانے میں صدر جماعت احمدیہ کٹک۔ خدام الاحمدیہ کٹک۔ انصار اللہ کٹک نے خاص طور پر مدد کی۔ مولوی عبد الحلیم صاحب اور مولوی شمس الحق صاحب معلم نے شروع سے اجتماع کے کام میں دلچسپی لی۔ اور بہت تعاون کیا۔ مکرم انیس الرحمٰن صاحب صدر جماعت کیرنگ نے عبد الستار صاحب کے تعاون سے کھانا پکانے کا انتظام بہت ہی کم وقت میں کر دیا۔ جزاہم اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے اس اجتماع کے دور رس نتائج برآمد کرے اور ہم سب لجنہ اماء اللہ کو آئندہ اس سے بڑھ چڑھ کر خدمات سلسلہ بجا لانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

دعائے مغفرت

جماعت احمدیہ ہبلی کے ایک مخلص احمدی مکرم محمد غوث میاں صاحب، جو کہ موصی بھی تھے مورخہ ۹ بروز منگل ۸۵ سال کی عمر میں ایک لمبی بیماری کے بعد وفات پا گئے۔ مرحوم کو احمدیہ قبرستان ہبلی میں سپرد خاک کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم بہت ہی مخلص اور نیک تھے تقریباً ۲۳ سال قبل آپ نے احمدیت قبول کی تھی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، اسلام اور احمدیت کے فدائی اور تبلیغ کا جوش رکھتے تھے۔ آپ جماعت احمدیہ ہبلی کے نائب صدر بھی رہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے قرب میں جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین

خاکسار۔ حضرت صاحب سنڈاسگر صدر جماعت احمدیہ ہبلی

محلہ احمدیہ قادیان میں معزز سرکاری افسران کی تشریف آوری

مورخہ ۴ ؍ جون ۸۷ء کو ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر جناب آر۔ پی۔ ایس پوار صاحب تحصیل بٹالہ کے ایس ڈی ایم جناب کلونت سنگھ صاحب، سابق وزیر پنجاب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ اور ان کے بیٹے سردار پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ سابق صدر پنجاب یوتھ کانگریس آئی۔ محلہ احمدیہ میں جماعت کی درخواست پر غیر سرکاری دورہ کے طور پر تشریف لائے۔ ان دنوں محترم سید فضل احمد صاحب ریٹائرڈ ڈی جی بہار مرکز قادیان میں تشریف رکھتے تھے۔ چنانچہ محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ، محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی قادیان اور محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال و تعلیم اور محترم سید فضل احمد صاحب نے ان افسران مذکورہ بالا کی تشریف آوری پر جماعت کی طرف سے استقبال کیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ بہت اچھے ماحول میں ان افسران سے دلچسپ تبلیغی و دوسرے موضوعات پر بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں ان معزز مہمانوں کے اعزاز میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ سہ پہر چار بجے کے قریب یہ مہمانان کرام نہایت خوشگوار اثر لے کر واپس تشریف لے گئے۔

ناظر امور عامہ قادیان

ضروری اعلان برائے لجنات

حضور ایدہ اللہ کی طرف سے لجنہ و ناصرات کے مرکزیہ اجتماع کی منظوری مل گئی ہے۔ انشاء اللہ ۹ ۔ ۱۰ ؍ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو منعقد ہونگے۔ ہر شہر قصبہ اور دیہات کی صدر کو اجتماع میں شرکت ہونا چاہیئے۔ اگر صدر نہ آسکے تو کم از کم نمائندہ ضرور بھجوائیں۔ جو نمائندہ آئے وہ صدر مقامی کی تصدیق ضرور ساتھ لائے۔

لجنہ مرکزیہ اور ناصرات کے اجتماع کے موقعہ پر جو مقابلہ جات ہونگے وہ پروگرام بدر میں شائع ہو چکے ہیں۔ لجنات ابھی سے اس طرف توجہ دیں۔ نیز اجتماع کے کامیاب انعقاد کے لئے بہت دعا کریں۔

نوٹ:۔ معیار دوم ناصرات الاحمدیہ کا مقابلہ حفظ قرآن و نظم خوانی لائحہ عمل میں چھپنے سے رہ گیا تھا۔ وہ نوٹ کر لیں۔

مقابلہ حفظ قرآن:۔ سورۃ القدر۔ التین۔ الم نشرح۔

نظم خوانی:۔ درثمین اور کلام محمود میں سے کچھ اشعار زبانی یاد کریں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

جلسہ ہائے یوم خلافت

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی طرف سے جلسہ ہائے یوم خلافت شایان شان رنگ میں منانے کی خوشکن رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ لیکن عدم گنجائش کی وجہ سے ادارہ بدر ان تفصیلی رپورٹیں شائع کرنے سے معذرت خواہ ہے۔ تاہم بغرض دعا ان جماعتوں کے نام درج ذیل کئے جا رہے ہیں جن کی طرف سے رپورٹیں موصول ہوئیں۔ (ادارہ)

جماعت احمدیہ مدراس۔ جماعت احمدیہ ایرانیوام۔ جماعت احمدیہ پنجمہ پیرگڑھ۔ جماعت احمدیہ کیرنگ۔ جماعت احمدیہ راجی نگر۔ جماعت احمدیہ کانپور۔ جماعت احمدیہ سملیہ۔ مجلس خدام الاحمدیہ ونجھ نگر۔ جماعت احمدیہ کولمبو۔ جماعت احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد۔ لجنہ اماء اللہ عثمان آباد۔ لجنہ اماء اللہ خانپور ملکی۔ جماعت احمدیہ شموگہ۔ جماعت احمدیہ کوٹا کوالی۔ جماعت احمدیہ خانپور ملکی۔ لجنہ اماء اللہ شموگہ۔ جماعت احمدیہ دیودرگ۔ جماعت احمدیہ گلبرگہ۔

پروگرام دورہ نمائندگان مجلس انصار اللہ مرکزیہ

برائے صوبہ جات یوپی، بہار، بنگال، اڑیسہ، جموں و کشمیر

جملہ مجالس ہائے یوپی، بہار، اڑیسہ، بنگال، و جموں کشمیر کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ درج ذیل پروگرام کے مطابق نمائندگان انصار اللہ مرکزیہ مالی، تنظیمی و تربیتی دورہ فرما رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران مجالس اور مبلغین و معلمین کرام سے نمائندگان کے ساتھ جملہ امور میں کماحقہ تعاون کی درخواست ہے۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

برائے صوبہ یوپی - بہار - کلکتہ - آندھرا

نام مجلس	رسیدگی	قیام	روانگی	نام مجلس	رسیدگی	قیام	روانگی
دہلی	۱۶ ۷/۸۲	۲	۱۸ ۷/۸۲	جمشید پور	۷ ۸/۸۲	۲	۹ ۸/۸۲
سانڈھن	۱۸	۱	۱۹	گریش ہتی مائنز	۹	۲	۱۱
صالح نگر	۱۹	۱	۲۰	کلکتہ	۱۲	۵	۱۷
امروہہ براستہ آگرہ مراد آباد	۲۱	۱	۲۲	حیدرآباد	۱۹	۲	۲۱
بریلی	۲۲	۱	۲۳	چرچیرلہ محبوب نگر	۲۱	۱	۲۲
شاہجہانپور	۲۳	۱	۲۴	چنتہ کنٹہ	۲۳	۲	۲۵
لکھنؤ	۲۴	۲	۲۶	کرنول	۲۵	۲	۲۷
کانپور	۲۶	۲	۲۸	یادگیر - تیماپور	۲۷	۳	۳۰
بنارس	۲۹	۱	۳۰	جنارہ پور، حیدرآباد	۱ ۹/۸۲	۱	۲ ۹/۸۲
بھاگلپور براہ پٹنہ	۳۰	۳	۲ ۸/	حیدرآباد، سکندرآباد	۲	۴	۶
خانپور ملکی	۲ ۸/	۲	۴	قادیان	۸ ۹/۸۲	-	-
بلاری	۴	۱	۵	-	-	-	-
مونگھیر	۵	۱	۶				

پروگرام دورہ مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب نمائندہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ

برائے صوبہ اڑیسہ، بنگال

نام مجلس	رسیدگی	قیام	روانگی	نام مجلس	رسیدگی	قیام	روانگی
روڑکیلہ	۱۸ ۷/۸۲	۲	۲۰ ۷/۸۲	کرڈاپلی	۲ ۸/۸۲	۱	۳ ۸/۸۲
سورو بلدی بالدا	۲۱	۲	۲۳	پینکال	۳	۱	۴
بھدرک	۲۳	۱	۲۴	کوٹ پلہ	۴	۱	۵
کٹک	۲۴	۲	۲۶	کٹک	۵	۱	۶
سونگڑہ	۲۶	۳	۲۹	بھوبنیشور	۶	۱	۷
کیندرا پاڑہ	۲۹	۱	۳۰	کیرنگ	۷	۳	۱۰
ارکوٹینہ	۳۰	۱	۳۱	نرگاڈوں، مانیکاگوڑا	۱۰	۲	۱۲
غنچہ پاڑہ	۳۱	۱	۱ ۸/	مجالس بنگال	۱۳ ۸/۸۲	تا	۲۵ ۸/۸۲
تالبرکوٹ	۱ ۸/	۱	۲ ۸/				

درخواست دعا

مکرم غضنفر حسین خان صاحب گوا اور آن کے بیٹے کو احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے اُنکے عزیز و اقارب کی طرف سے بہت زیادہ مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ احباب سے موصوف اور اُن کے بیٹے کی حفاظت اور مخالفین کے ہر شر سے محفوظ رہنے کے لیئے دُعا کی خصوصی درخواست ہے (ادارہ)

پروگرام دورہ مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ناصر نمائندہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ

برائے صوبہ جموں کشمیر

نام مجلس	رسیدگی	قیام	روانگی	نام مجلس	رسیدگی	قیام	روانگی
بڈھانوں	۱۷ ۷/۸۲	۱	۱۸ ۷/۸۲	چک ایرچھ، کاٹھ پورہ	۴ ۸/۸۲	۲	۶ ۸/۸۲
چارکوٹ	۱۸	۲	۲۰	نونہ منی	۶	۱	۷
کالابن لوہارکہ	۲۰	۱	۲۱	آسنور، کوریں	۷	۲	۹
پونچھ	۲۱	۱	۲۲	رشی نگر	۹	۲	۱۱
شنیدرہ	۲۲	۱	۲۳	ماندوجن	۱۱	۱	۱۲
پٹھانہ تیر	۲۳	۱	۲۴	اندورہ براستہ اسلام آباد	۱۲	۱	۱۳
سلواہ گورساہی	۲۴	۱	۲۵	سرینگر	۱۳	۱	۱۴
جموں	۲۵	۱	۲۶	اونہ گام، ترکپورہ	۱۴	۲	۱۶
بھدرواہ	۲۶	۲	۲۸	سری نگر	۱۶	۲	۱۸
سرینگر	۲۸	۲	۳۰	قادیان	۲۰ ۸/۸۲	-	-
ہاڑی پاری گام	۳۰	۱	۳۱				
شورت	۳۱	۱	۱ ۸/۸۲				
ناصرآباد	۱ ۸/۸۲	۲	۳				
یاڑی پورہ	۳	۱	۴				

پروگرام دورہ مکرم نذیر احمد صاحب شاہ و مکرم محمد نذیر صاحب ہمدانی نمائندگان خدام الاحمدیہ مرکزیہ

برائے راجوری و پونچھ

جملہ مجالس ہائے خدام الاحمدیہ راجوری و پونچھ کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ درج ذیل پروگرام کے مطابق نمائندگان خدام الاحمدیہ مرکزیہ مالی و تربیتی دورہ کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران مجالس۔ مبلغین کرام و معلمین سے نمائندگان کے ساتھ بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

نام مجلس	رسیدگی	قیام	روانگی	نام مجلس	رسیدگی	قیام	روانگی
پونچھ	۱۵ ۷/۸۲	۱	۱۶ ۷/۸۲	چارکوٹ	۲۶ ۷/۸۲	۳	۲۹ ۷/۸۲
درہ دلیاں	۱۶	۲	۱۸	کالابن لوہارکہ	۲۹	۲	۳۱
شنیدرہ	۱۸	۲	۲۰	بڈھانوں، ہرتال دھمال	۱ ۸/۸۲	۳	۴ ۸/۸۲
پٹھاناں تیر	۲۰	۱	۲۱	بھمبرساں	۵	۴	۹
سلواہ گورساہی	۲۲	۱	۲۳	چارکوٹ	۱۰ ۸/۸۲	-	-
مینڈر منکوٹ	۲۴	۲	۲۶				

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات پر

مختلف جماعتوں کی طرف سے قرار داد ہائے تعزیت

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات پر اندرون و بیرون ملک سے قرار دادہائے تعزیت بغرض اشاعت موصول ہو رہی ہیں۔ لیکن بوجہ عدم گنجائش ان سب کے متن کی اشاعت سے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اخلاص اور دُعاؤں کو حضرت سیدہ ممدوحہؓ کے حق میں قبول فرمائے۔ اور ہم سب کو آپؓ کے نیک نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ ذیل میں ان جماعتوں کے نام درج کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

۱۔ جماعت احمدیہ دہلی - ۲۔ لجنہ اماء اللہ لاشیریا۔
۳۔ لجنہ اماء اللہ سکندر آباد - ۴۔ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد۔
۵۔ لجنہ اماء اللہ شیموگہ۔

وصایا

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ بہشتی مقبرہ کے دفتر میں ایک ماہ کے اندر اندر تحریری طور پر مع ضروری تفصیل کے آگاہ کریں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۷۸۱:— میں طیبہ مبارکہ بنت مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب قوم جٹ پیشہ طالب علمی عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸-۳-۸۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

ہار طلائی ایک عدد وزنی ایک تولہ قیمتی	۲۰۰۰
کانٹے طلائی "	۴۰۰
نقدی	۶۰۰
میزان	۳۰۰۰

اس کے علاوہ مجھے جو جیب خرچ اپنی والدہ کی طرف سے مبلغ یکصد روپے ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی رہوں گی۔ اور اس کے بعد اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت یکم مارچ ۱۹۸۶ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
شاہ محمود احمد	طیبہ مبارکہ	سید مصباح الدین انسپکٹر

وصیت نمبر ۱۴۷۴۷:— میں طاہرہ بیگم زوجہ مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴-۲-۸۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کچھ نہیں ہے۔ البتہ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

زیور طلائی گلے کا ہار ۱/۲ ۱ تولہ کانٹے ایک تولہ۔ انگوٹھی ۱/۲ تولہ ہاتھ کے کڑے ۱/۲ ۱ تولہ کل وزن ۱/۲ ۴ تولہ موجودہ قیمت	۹۰۰۰ روپے
حق مہر بذمہ خاوند	۲۵۰۰ "
کل میزان	۱۱۵۰۰

اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے مبلغ دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی رہوں گی۔ نیز آئندہ اگر میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
بشیر احمد خادم	طاہرہ بیگم	تنویر احمد خادم

وصیت نمبر ۱۴۷۹۹:— میں صادقہ منیر زوجہ مکرم منیر الدین صاحب ناصر قوم ککے زئی پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۴-۸۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت موجودہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اس وقت غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے البتہ منقولہ جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ جس کی تفصیل مع موجودہ قیمت درج کی گئی ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند	۳۱۰۰ روپے
زیورات طلائی ہار ایک تولہ کانٹے دو عدد ایک جوڑی ایک تولہ کل دو تولہ قیمت	۴۰۰۰
میزان	۷۱۰۰ روپے

اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے ماہوار مبلغ دس روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ نیز اس کے بعد اگر کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
منیر الدین ناصر خاوند موصیہ	صادقہ منیر	دین محمد درویش

وصیت نمبر ۱۴۸۱۰:— میں سعیدہ رفعت پروین بنت مکرم محمد صادق صاحب قوم سلمان احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۱۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چرچرلہ ڈاکخانہ چرچرلہ ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا پردیش۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ نومبر ۱۹۸۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری ماہانہ آمد ۲۰ روپے ہے۔ میں غیر شادی شدہ ہوں اور اپنے والد کے زیر پرورش ہوں میری غیر منقولہ جائیداد کچھ نہیں منقولہ جائیداد کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

۱۔ انگوٹھیاں طلائی ۴ عدد ۵ گرام	۱۰۰۰
۲۔ لاکٹ طلائی ایک عدد ۱۰ گرام	۲۰۰۰
۳۔ ایئر رنگ ایک عدد ۵ گرام	۱۰۰۰
میزان	۴۰۰۰

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جائیداد منقولہ کی تفصیل اوپر درج کر دی گئی ہے۔ مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ اگر میں کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گی۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محمد صادق	سعیدہ رفعت پروین	محمد مظہر الدین

قائدین کرام متوجہ ہوں

مجالس اطفال الاحمدیہ آندھرا کرناٹک۔ کیرالہ۔ کشمیر اور اڑیسہ کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ نمائندگان اطفال الاحمدیہ ماہ جولائی کے وسط میں وصولی چندہ و تشخیص بجٹ کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں تاریخ سے اطلاع کر دی جائے گی۔ نمائندگان سے بھرپور تعاون کی عاجزانہ درخواست ہے۔ مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

زعماءِ کرام انصار اللہ بھارت خاص توجہ فرمائیں!

امسال دینی نصاب انصار اللہ کا امتحان انشاء اللہ ۲۰ ستمبر ۱۹۸۷ء بروز اتوار منعقد ہوگا تاکہ سالانہ اجتماع کے موقع پر نتائج کا اعلان کرکے تقسیم انعامات کی تقریب عمل میں لائی جاسکے۔

انصار اللہ کی سہولت کے لئے نصاب کو مزید مختصر کر دیا گیا ہے۔ تاکہ سب انصار بآسانی شریک ہوکر جہاں اپنے دینی علم کو بڑھا سکیں وہاں اپنی اگلی نسل کے لئے نیک نمونہ ٹھہریں۔ نصاب درج ذیل ہے:-

برائے معیارِ اوّل :

۱۔ قرآن کریم :- دوسرا پارہ (سیقول) ربع اوّل۔

۲۔ حدیث شریف :- چالیس جواہر پارے (مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ) احادیث ۱ تا ۲۰

۳۔ کتبِ سلسلہ :- رسالہ الوصیت مکمل (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

۴۔ متفرق :- نماز باترجمہ مع دعائے قنوت، دعائے جنازہ۔

برائے معیارِ دوم : ناخواندہ انصار کے لئے :-

۱۔ قرآن کریم :- پہلا پارہ (الٓمٓ) ربع اوّل۔

۲۔ حدیث شریف :- چالیس جواہر پارے احادیث ۱ تا ۵۔

۳۔ کتبِ سلسلہ :- رسالہ الوصیت نصف اوّل۔

۴۔ متفرق :- نماز باترجمہ - و - دعائے جنازہ۔

نوٹ : معیارِ اوّل کا پرچہ تحریری ہوگا۔ جبکہ معیارِ دوم کا امتحان زعماء کرام مقامی طور پر زبانی لے کر نتیجہ سے قیادتِ تعلیم مرکزیہ کو مطلع فرمائیں گے۔ معیارِ دوم کے زبانی امتحان کے لئے پرچہ سوالات قیادتِ تعلیم ہی تیار کرکے بھجوائے گی۔ مہربانی کرکے زعماء کرام وسط جولائی ۱۹۸۷ء تک اطلاع دیں کہ کتنے انصار معیار اوّل و دوم میں شریک ہو رہے ہیں۔ تاکہ اس کے مطابق پرچہ جات تیار کرواکے انہیں بھجوائے جاسکیں۔

اور ابھی سے بار بار یاددہانی، درس و تدریس اور ہفتہ وار کلاس کے ذریعہ اراکین کو اس امتحان کے لئے تیار کرنے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے آمین۔

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

درخواستِ دعا

(۱)۔ محترم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش کی اہلیہ محترمہ دل کے شدید اٹیک کے سبب گنگا رام ہسپتال امرتسر میں تاحال زیر علاج ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ پہلے سے افاقہ ہے۔ لیکن ابھی مکمل احتیاط کی ہدایت ہے۔ احبابِ جماعت سے موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

(۲)۔ مکرم عبد السلام صاحب ٹاک صدر جماعت احمدیہ سرینگر لکھتے ہیں کہ:-

مکرمہ مریم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم میاں مبارک احمد صاحب، راج باغ سری نگر اعانت بدر میں تیس روپے ادا کرتے ہوئے اپنے شوہر، دونوں بیٹوں اور بہو دل اور عزیزہ ... احمد کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالےٰ

اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

جو کچھ تم کرتے ہو اللہ یقیناً اس سے خوب آگاہ ہے!!

(طالبِ دعا)

AUTOWINGS,
13 - SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS - 600004.
PHONES { 76360 / 74350

آٹو ونگس

افضل الذکر لا الٰہ الّا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PHONE:- 275475 / RESI:- 273903 } CALCUTTA - 700073.

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA
PHONE:- 279203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ؛ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS.
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCT.
PLOT NO. 6 - GROUND FLOOR, OLD CHAKALA.
OPP. CIGARETTE FACTORY. ANDHERI (EAST)
BOMBAY - 400099
PHONES { OFFICE:- 6348179 / RESI. 629389

ھُوَ النّاصِر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیے

الرؤف جیولرز

۱۶۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری، شمالی ناظم آباد کراچی

(فون نمبر- 617096)

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء

(تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے)

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ: کرشن احمد گوتم احمد اینڈ برادرس ۔ سٹاکسٹ جیون ڈریسز ۔ مدینہ میدان روڈ ۔ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر :۔ شیخ محمد یونس احمدی ۔ فون نمبر 294

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READY-MADE GARMENTS DEALERS

CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Distt.- BALASORE (ORISSA)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو ۔ ٹی وی ۔ اوشا پنکھے ۔ سلائی مشین کے لئے اور دوسرے

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے"

(کشتی نوح)

پیشکش :- ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.

CANNANORE-670001, PHONE NO. 4478

HEAD OFFICE :- P.O. PAYANGADI-670305 (KERALA) PHONE NO. 12.

"پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS

SHOE MARKET, NAYAPUL HYDERABAD-500002.

PHONE NO. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی کی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۱)

الاپیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۳۴/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

(فون نمبر :- ۴۲۹۱۶)

"خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو!"

(کشتی نوح)

NIR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں :-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب پائیدار ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!